



# عبرت نامہ



DATA ENTERED

# عبرت نامہ

معہ میلادِ ابنی صلی اللہ علیہ وسلم  
حمد باری تعالیٰ

مصنف:

حاجی راؤ بشیر احمد

سابقہ موضع نھوانہ تحصیل حصار

حال مونچ کوٹ ہر تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

# جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام \_\_\_\_\_ عبرت نامہ میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف \_\_\_\_\_ حاجی راؤ بشیر احمد لے ۱۹۷۵ء  
ب ۵۷ ع

کمپوزنگ \_\_\_\_\_ منظور الکتابت

پرینٹنگ \_\_\_\_\_ اعجاز ریاض پرنٹرز 38 اردو بازار لاہور  
76646

تاریخ اشاعت \_\_\_\_\_ اپریل 2008

تعداد \_\_\_\_\_ 200

قیمت \_\_\_\_\_ 150/- روپے

## انتساب

اپنے محترم والدین مرحومین و مغفورین حاجی مقبول احمد خان اور  
 حاجن جنت بی بی کے نام برائے ایصال ثواب جنہوں نے مجھے حقیقی دینی  
 و علمی ماحول میں پروان چڑھا کر اپنا فرض احسن طریقے سے ادا کیا۔  
 دعا گو ہیں

تیرے مقبولوں میں مقبول بھی مقبول ہو جائے  
 تیری رحمت سے مل جائے جگہ جنت کو جنت میں

والدین مرحومین مغفورین  
کے لئے منظوم دُعا

تیرے مقبولوں میں مقبول ابھی مقبول ہو جائے  
تیری رحمت سے مل جائے جگہ جنت ۲ کو جنت میں

نمبر ۱: والد صاحب حاجی مقبول خاں ۱۹۸۵-۰۶-۰۴ بروز منگل بمطابق  
۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ صبح سحری کھانے کے فوراً بعد وصال  
ہو گیا۔

نمبر ۲: والدہ صاحبہ حاجن جنت بی بی ۹ جنوری ۱۹۸۱ء بروز جمعہ ۷ بجے  
شب بمطابق ۳ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ کو وصال ہو گیا

## راہِ نجات

لوگو یاد رکھو

میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو کبھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

لوگو یاد رکھو

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی، خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اپنے پروردگار کے گھر کاجج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کرو تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اقتباس خطبہ حجۃ الوداع

حمد پاری تعالیٰ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمدِ باری تعالیٰ

دیکھتے ہیں دیدہٴ عبرت سے جب یہ کائنات  
پتے پتے سے عیاں ہوتی ہے صنائی تیری

آسمانوں میں زمیں پر اور جو اُن کے درمیاں  
ہر جگہ مخلوق کرتی ہے ثناِ خوانی تری

عرش سے تافرش تک کیسا حکیمانہ نظام  
چل رہا ہے ازل سے ہے شانِ ربیائی تیری

پردہ حائل کر دیا دو دریاؤں کے درمیاں  
برزخی دیوار لیکن لا نظر آئی تیری

تین سو نو سال سو کر، کر دیئے بیدار کہف  
عقل والوں کو ملی اس میں مسیحائی تیری

کلب کو حاصل ہے ولیوں کی رفاقت کا شرف  
بانٹتی ہے عزت و ذلت شہنشاہی تری

لاسکا کوئی نہیں، نہ لائے گا کوئی کبھی  
ایک بھی آیت کوئی مثل قرآنی تیری

ہے تیری شانِ رحیمی کا سمندر بیکراں  
عاصی و خاطی کو حاصل ہے شکیبائی تیری

”نَحْنُ أَقْرَبُ“ سے عقلِ محو تماشہ جب بنی  
نظرِ غایت سے جو دیکھا، دیکھی ہر جانی تیری

حاجی راؤ بٹہ

## حمد باری تعالیٰ

توہی خالقِ توہی رازقِ توہی رحمانِ وقادر ہے  
نہیں طاقت کسی کی جو تیری قدرت بیاں کر دے

تیرا ثانی نہیں کوئی ازل سے ، ہے تو ہی یکتا  
عمیاں کو تو نہاں کر دے نہاں کو تو عمیاں کر دے

اگر سو سال کا کافر پڑھے کلمہ شہادت کا  
تیری شانِ رحیمی اس کا جنت میں مکاں کر دے

تیری حکمت کو توہی جانتا ہے کوئی کیا جانے  
توں چاہے موسیٰ کو فرعون کے گھر میں جوان کر دے

ازل سے چل رہے ہے انتظامِ فلک با قاعدہ  
اگر وسعت پہ آئے ہر ستارہ ، اک جہان کر دے

مزین کر دیا یہ نیل گوں کیا ستاروں سے  
اندھیری رات کا رہبر رہے وہ کہکشاں کر دے

تیرا ساغر جو چند لمحے اگر جنبش میں آجائے  
سونامی کی شکل میں آہ لاکھوں بے نشان کر دے

بڑھی حد سے زیادہ ہاجرہ کی بیقراری جب  
ذبح اللہ کی ایڑی تلے زم زم رواں کر دے

بیت مطلوب ہوں میرے نزع کے وقت یا اللہ  
تیرا کلمہ شہادت کو میری وردِ زبان کر دے

حاجی راؤ بشیر احمد

## حمدِ باری تعالیٰ

اللہ-اللہ-اللہ-

میں بوقت سحر اک چمن میں گیا  
 ٹہنیوں میں کھلے پھول تھے جا بجا  
 گل سے پتوں سے میں نے سنی یہ صدا  
 پڑھ رہے تھے وہ شبنم سے کر کے وضو

اللہ-اللہ-اللہ-

پوچھا بلبل سے میں نے کہ یہ تو بتا  
 گل پہ ہے اس قدر کیوں تیرا دل فدا  
 بولا خوش ہو کے بتادوں سب  
 تجھ کو کیا آہ، میں آئی پسینہ احمد کی بو

اللہ-اللہ-اللہ-

پوچھا قمری سے میں نے کہ  
 اے با وفا بیٹھ کر یہ سر دپا تو گاتی کیا ہے  
 بولی کرتی ہوں خالق کی حمد و ثناء  
 میری کوں کوں کا یہ راز سمجھا توں  
 اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ

دیکھی اک دن فقیروں کی محفل مزح  
 تھا زمیں پر بچھونا پچھا گھاس کا  
 تھا فقیروں کا ہی ہر طرف جمگھٹا  
 اور پڑھتے تھے سب مل کر وہ ذکرِ ہو  
 اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ

پوچھا منصور سے دار پر جب چڑھا  
 کہ اعلیٰ کے کہنے میں کیا راز تھا  
 بولا سچ کہہ رہا ہوں ہے قسم خدا  
 بعد مردن پکارے گا میرا لہو  
 اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ

جب گئے عرش پہ وہ حبیبِ خدا  
 کہہ رہے تھے فرشتے کھڑے جا بجا  
 تیری خاطر ہے پیدا ارض و سماں  
 مرحبا مرحبا شانِ والا ہے تو  
 اللہ-اللہ-اللہ

تیرا خادم ہوں لیکن گنہگار ہوں  
 تو بحرِ کرم میں شرمسار ہوں  
 میں شفاعتِ نبیؐ کا طلبگار ہوں  
 تو نے فرما دیا ہے کہ لا تقنا طو  
 اللہ-اللہ-اللہ

نعت شریف



## نعت شریف

ذرا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے  
 باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے  
 تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے بیچ پھولوں پر  
 یہ ہوگا ایک دن بے جاں اسے کیڑوں نے کھانا ہے  
 تو اپنی موت کو مت بھول، کر سامان چلنے کا  
 زمین کی خاک سونا ہے ایٹوں کا سرہانا ہے  
 نہ بیلی ہو سکے بھائی، نہ بیٹا، باپ تے مائی  
 تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے  
 کہاں ہے زورِ نمرودی! کہاں ہے تختِ فرعون  
 گئے سب یہ چھوڑ فانی اگر نادان دانا ہے  
 عزیز! یاد کر جس دن عزرائیل آئیں گے  
 نہ جاوے کوئی تیرے سنگ، اکیلا تو نے جانا ہے  
 جہاں کے شغل میں شغل خدا عزوجل کے ذکر سے غافل  
 کرے دعویٰ کہ یہ دنیا میرا دائم ٹھکانا ہے  
 غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ  
 خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

## نعت شریف

یا محمدؐ مصطفیٰ جلدی سے لو میری خبر  
 کون پوچھے گا بھلا گر آپؐ ہی بھولے اگر  
 یوں لگی دل میں تمنا آپ کے دیدار کی  
 ہو گیا دشوار پاکستان میں رہنا سر بسر  
 ہو گئے بے ہوش موسیٰ جب ہوئے جلوہ نما  
 جل کے سرمہ طور ہوا نور جب آیا نظر  
 رب نے تابانی تیرے ایسی رخ انور کو دی  
 یہ حسین کیا چیز ہیں سب ہیج ہیں نجم و قمر  
 چھا گئی تھی دہر میں ہر سو اندھیری رات جب  
 روشنی ممکن نہ تھی اگر آپؐ نہ لاتے سحر  
 جب قیامت میں میرا میزان ہونا مہ اعمال  
 بیقراری میں نظر ڈالوں گا میں ادھر ادھر  
 آپؐ جب آئیں گے نظر فوراً پکارے گا بشیر  
 یا محمدؐ مصطفیٰ جلدی سے لو میری خبر

## نعت رسول ﷺ

بوقتِ حاضری روضہ مبارک

اے سرورِ عالم صلی علی تیرے بلوانے پر آیا ہوں  
 مجھ عاصی کو یہ شرف ملا تیرا مہمان بن کے آیا ہوں  
 بے زربے سرو سامان ہوں میں تحفے کیلئے میں کیا لاتا  
 کچھ ہار درودوں کے اپنے اشکوں میں بھگو کے لایا ہوں  
 تیرے درپہ جو سائل آتا ہے ملتا ہے اس کو بن مانگے  
 اے رحمتِ عالم ختمِ رسل میں نادم ہو کے آیا ہوں  
 اے دربانو رحم کرو مجھے جالی تک تو جانے دو  
 چھپا کے میں اشکِ جگر سے چند قطرے آنکھوں میں لایا ہوں  
 او منتظمینِ جلدی نہ کرو چالیس نمازیں پڑھنے دو  
 یہ دیکھو میں اپنے آقا سے منظوری لے کر آیا ہوں  
 جب اُلٹے پاؤں چل کر وہ گنبدِ خضریٰ چھوڑا تھا  
 لفظوں میں بیاں تو مشکل تھا ہاں دل برما کے لایا ہوں  
 محفل جب مجھ سے پوچھے گی تو بشیرِ خوشی سے کہدے گا  
 میں مدحِ رسولِ اکرم سے کچھ نعت سنانے آیا ہوں  
 حاجی راؤ بشیر احمد کوٹ ہرو

## جب مسجد نبویؐ کے.....

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے

اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے

جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے

بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی

پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

دکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے

جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے

مکے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں

ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار نظر آئے

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جاں مدینے میں

اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

محمد علی ظہوری

## گلدستہ نعت

خادم کستھلی

گوشتے گوشتے میں ہوا جشن چراغاں تم سے  
 ہوگئی محفل کونین فروزاں تم سے  
 جان نظارہ ہو تم، فصل بہاراں تم ہو  
 ہر کلی بن گئی آغوش گلستان تم سے  
 تمہی مطلوب خدا ہو تمہی مقصود جہاں  
 سرخنیق دو عالم ہے نمایاں تم سے  
 تم نے تہذیب کے سورج کو دیا اذن طلوع  
 ابن آدم کو ملا رتبہ انساں تم سے  
 سیرت پاک کی ایک ایک ادا قرآن ہے  
 ہم نے سیکھا بھی ہے سمجھا بھی ہے قرآن تم سے  
 کبھی محتاج نہ ہو دولت سلطانی کا  
 پر ہے اس طرح سے درویش کا داماں تم سے  
 قلب خادم کو ہوئے عشق کے انوار نصیب  
 چاند سورج ہے چراغِ تہہ داماں تم سے

## خسروی اچھی لگی نہ سروری

خسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی  
ہم فقیروں کو بدینے کی لگی اچھے لگی

دور تھے تو زندگی بے رنگ تھی بے کیف تھی  
ان کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی

میں نہ جاؤں گا کہیں بھی در نبیٰ کا چھوڑ کر  
مجھ کو کوءے مصطفیٰ کی چاکری اچھی لگی

والہانہ ہو گئے جو تیرے قدموں پر نثار  
حق تعالیٰ کو ادا ان کی بڑی اچھی لگی

ناز کر تو اے حلیمہ سرور کونین پر  
گر لگی اچھی تو تیری جھونپڑی اچھی لگی

رکھ دیئے سرکار کے قدموں پہ سلطانوں نے سر  
 سرور کون و مکاں کے سادگی اچھی لگی

مہروماہ کی روشنی مانا کہ اچھی ہے مگر  
 سبز گنبد کی مجھے تو روشنی اچھی لگی

آج محفل میں نیازی نعت جو میں نے پڑھی  
 عاشقانِ مصطفیٰ کو وہ بڑی اچھی لگی

عبدالستار نیازی

میرے دل میں ہے یادِ محمدؐ.....

میرے دل میں ہے یادِ محمدؐ میرے ہونٹوں پہ ذکرِ مدینہ  
تاجدارِ حرمؐ کے کرم سے، آ گیا زندگی کا قرینہ

ان کی چشمِ کرم کی عطا ہے میرے سینے میں ان کی ضیاء ہے  
یادِ سلطانِ طیبہ کے صدقے، میرا سینہ ہے مثلِ نگینہ

میں غلامِ غلامانِ احمد، میں سگِ آستانِ محمدؐ  
قابلِ فخر ہے موتِ میری، قابلِ رشک ہے میرا جینا

مجھ کو طوفان کی موجوں کا کیا ڈر، یہ نکل جائے گا رخ بدل کر  
ناخدا ہیں مرے جب محمدؐ، کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ

دولتِ عشق سے دل غنی ہے، میری قسمت ہے رشکِ سکندر  
مدحتِ مصطفیٰؐ کی بدولت، مل گیا مجھے یہ خزینہ



## نعت

بھر دو جھولی مری یا محمدؐ لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی  
کچھ نواسوں کا صدقہ عطا ہو در پہ آیا ہوں بن کر سواہی

حق سے پائی وہ شانِ کریمی مرحباً دونوں عالم کے والی  
اس کی قسمت کا چمکا ستارہ جس پہ نظرِ کرم تم نے ڈالی

زندگی بخش دی بندگی کو آبرو دین حق کی بچالی  
وہ محمدؐ کا پیارا نواسہ جس نے سجدے میں گردن کٹالی

حشر میں ان کو دیکھیں گے جس دم امتی یہ کہیں گے خوشی سے  
آ رہے ہیں وہ دیکھو محمدؐ جن کے کاندھے پہ کملی ہے کالی

عاشقِ مصطفیٰؐ کی اذان میں اللہ اللہ کتنا اثر تھا  
عرش والے بھی سنتے تھے جس کو کیا اذان تھی اذانِ بلاہی

کاش پرُنم دیارِ نبیؐ میں جیتے جی ہو بلاوہ کسی دن  
حالِ غمِ مصطفیٰؐ کو سناؤں تھام کر ان کے روضے کی جالی

پرُنم الہ آبادی

## نعت

وابستہ آپ ﷺ سے جو میری ذات ہوگئی  
اک - اور زندگی کی شروعات ہوگئی

اک صبح سحر گنبد خضریٰ کے سامنے  
اک صبح سحر قاطع آفات ہوگئی

اک التفات خاص مجھے مرحمت ہوا  
آقا ﷺ کی مجھ پہ چشم عنایات ہوگئی

صحبن حریم شوق میں منظر دھنک کا تھا  
موسم کھلا تو نور کی برسات ہوگئی

اب شاعرِ رسول ﷺ میرا نام ہوگیا  
اب مدحتِ نبی ﷺ ہی میری ذات ہوگئی

ہر کلفت حیات مٹا دیا حضور نے  
انے گردش زمانہ بھی مات ہوگئی

میں مجرم وفا تھا بڑا سرخرو ہوا  
پیش نبی ﷺ جو فرد حسابات ہوگئی

اک حاجت حضوری کی برسوں سے تھی مجھے  
وہ بھی قبول خواجہ حاجات ہوگئی

نعت وسلام اور میں آقا ﷺ سے ہمکلام  
کتنی حسین صورت حالات ہوگئی

شوکت ہاشمی

## نعت سید الکونین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ملتا ہے بحرِ درد سے دیدہ نم کا سلسلہ  
 تابہ ابد رواں دواں ان کے کرم کا سلسلہ  
 صبحِ ظہور اک طرف، یومِ نشور ایک سمت  
 دونوں سے ہے جڑا ہوا صدرِ امم کا سلسلہ  
 ارض سے تابہ آسماں، چرخ سے تابہ لامکاں  
 پھیل گیا کہاں کہاں حسنِ حرم کا سلسلہ  
 اک سحر شعور ہے، ایک نظامِ نور ہے  
 میرِ عرب کی زندگی شاہِ عجم کا سلسلہ  
 سبزہ و گلِ حضور کی رحمتِ بیکراں کے رنگ  
 نجم و قمر جناب کے نقشِ قدم کا سلسلہ  
 پڑھتا ہوا درودِ پاک اٹھوں بروزِ حشر میں  
 نامِ نبی لبوں پہ ہو، ٹوٹے جو دم کا سلسلہ  
 قدسی و انس و جاں ہوئے ذاتِ احد کے ہمنا  
 زمزمہ درود ہے فیضِ اتم کا سلسلہ  
 تائب کم سواد کو ایک جھلک سے ہی نواز  
 مہرِ حرا تمام کر شامِ اتم کا سلسلہ

حفیظ تائب

میری قسمت ہے آپ ﷺ سے

آنکھوں میں نور، دل میں بصیرت ہے آپ سے  
میں خود تو کچھ نہیں، میری قیمت ہے آپ سے

ہے آپ ہی کے دم سے یہ ایمان کی زمیں  
اور دین کی یہ چھت بھی سلامت ہے آپ سے

ہے آپ کا کرم یہ مری خواہش نمو  
گو خاک ہوں مگر مجھے نسبت ہے آپ سے

یہ آپ ہی کا فیض دلوں کا گداز ہے  
ان برف کی تہوں میں حرارت ہے آپ سے

جب آپ نے دکھائیں تو راہیں دکھائی دیں  
یعنی دل و نگاہ کی وسعت ہے آپ سے

اس مہر و سہ سے تیرہ شہی کم نہیں ہوئی  
دنیا کو - روشنی کی ضرورت ہے آپ سے

تسخیر کائنات میرا منتہا نہیں  
مجھ کو تو صرف آپ کی حاجت ہے آپ سے

شہزاد احمد

## مرا پیبر عظیم تر ہے

کمال خلاق ذات اس کی  
 جمال ہستی حیات اس کی  
 بشر نہیں عظمت بشر ہے  
 مرا پیبر عظیم تر ہے

وہ شرح احکام حق تعالیٰ  
 وہ خود ہی قانون خود حوالہ  
 وہ خود ہی قرآن خود ہی قاری  
 وہ آپ مہتاب آپ ہالہ  
 وہ عکس بھی اور آئینہ بھی  
 وہ نقطہ بھی خط بھی دائرہ بھی  
 وہ خود نظارہ ہے خود نظر ہے  
 مرا پیبر عظیم تر ہے

جسے شرش جہات دیکھوں  
 اسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں  
 عنان کون و مکاں، جو تھا میں  
 کدال پر بھی وہ ہاتھ دیکھوں  
 لگے جو مزدور شاہ ایسا  
 نہ زر نہ دھن سربراہ ایسا  
 فلک نشین کا زمیں پہ گھر ہے  
 مرا پیبر عظیم تر ہے

وہ خلوتوں میں بھی صف بہ صف بھی  
 وہ اس طرف بھی وہ اس طرف بھی  
 محاذ و منبر ٹھکانے اس کے  
 وہ سر بسجدہ بھی سر بکف بھی  
 کہیں ہو موتی کہیں ستارہ  
 وہ جامعیت کا استعارہ  
 وہ صبح تہذیب کا گجر ہے  
 مرا پیبر عظیم تر ہے

بس ایک مشکیزہ اک چٹائی  
 ذرا ہے جو ایک چارپائی  
 بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے  
 نہ خوش لباسی نہ خوش قبائی  
 یہی ہے گل کائنات جس کی  
 گنی نہ جائیں صفات جس کی  
 وہی تو سلطان بحر و بر ہے  
 مرا پیمبر عظیم تر ہے

جو اپنا دامن لہو سے بھر لے  
 مصیبتیں اپنی جان پر لے  
 جو تیغ زن سے لڑتے نہتہ  
 جو غالب آکر بھی صلح کر لے  
 اسیر دشمن کی چاہ میں بھی  
 مخالفوں کی نگاہ میں بھی  
 امیں ہے صادق ہے معتبر ہے  
 مرا پیمبر عظیم تر ہے



شعور لایا : کتاب لایا  
 وہ حشر تک کا نصاب لایا  
 دیا بھی کام نظام اس نے  
 اور آپ ہی انقلاب لایا  
 وہ علم کی اور عمل کی حد بھی  
 ازل بھی اس کا ہے اور ابد بھی  
 وہ ہر زمانے کا راہبر ہے  
 مرا پیبر عظیم تر ہے

وہ آدم و نوح سے زیادہ  
 بلند ہمت بلند ارادہ  
 وہ زبر عیسیٰ سے کوسوں آگے  
 جو سب کی منزل وہ اس کا جادہ  
 ہر اک پیبر نہاں ہے اس میں  
 ہجوم پیغمبراں ہے اس میں  
 وہ جس طرف ہے خدا ادھر ہے  
 مرا پیبر عظیم تر ہے

منظر و ارثی

## غلام شہ لولاک

رشک ہے کیوں نہ کرتے رفعتِ افلاک مجھے  
لوگ کہتے ہیں غلامِ شہ لولاک مجھے

وہ مقدر کا دھنی ہوں کہ دعا سے پہلے  
بخش دی اس نے شہنشاہی ادراک مجھے

لب کشائی کی بھلا مجھ میں کہاں تھی جرأت  
کردیا ان کی عنایات نے بیباک مجھے

میں جو زندہ ہوں تو صرف اس لیے اے کوئے رسول  
اک نہ اک دن تو بلائے گی تری خاک مجھے

میں تو ہر رنگ میں آلودہ عصیاں تھا قاتل  
بارش اشکِ ندامت نے کیا پاک مجھے

قتلِ شغالی

## رسولِ مجتبیٰ کہتے

رسولِ مجتبیٰ کہتے محمد مصطفیٰ کہتے  
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہتے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء  
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہتے

جبین و رخ محمد کے تجلی ہی تجلی ہیں  
کے شمس الضحیٰ کہتے کسے بدرالدجے کہتے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے  
جب ان کا نام آئے مرجبا صل علی کہتے

غبارِ راہِ طیبہ سرمہٴ چشمِ بصیرت ہے  
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہتے

مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں  
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہتے

محمد کی نبوت دائرہ ہے جلوہ حق کا  
اسی کو ابتداء کہے اسی کو انتہا کہتے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے  
مری آنکھوں کو ماہرِ چشمہٴ آبِ بقا کہے

ماہر القادری

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی.....

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے  
جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

زباں پر شکوہ رنجِ عالم لایا نہیں کرتے  
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمدؐ ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے  
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

ارے او نا سمجھ قربان ہو جان کے روضے پر  
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

یہ دربار رسالت ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا  
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

محمد مصطفیٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں  
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

جو ان کے دامن اقدس سے وابستہ ہیں اے حامد  
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلا یا نہیں کرتے

مولانا حامد علی خاں

## سلام بخضور سرور کائنات ﷺ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم، تاجدارِ حرم  
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسرئٰی کے دولہا پہ دائمِ درود  
نوشہٴ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود  
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں  
اس سرتاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا  
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا  
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود  
اس کی خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں  
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا  
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام



جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند  
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس مسلمانوں نے دیکھا انہیں اک نظر  
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں  
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

ان کا محشر میں جب ان کی آمد ہو اور  
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا  
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ

## وہ شمع اجالا جس نے کیا.....

وہ شمع اجالا جس نے کیا وہ شمع اجالا جس نے کیا  
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر  
وحدت کی تجلی کوندگی آفاق کے سینا زاروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو  
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے  
ڈھونڈنے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

جس میکدے کی ایک بوند سے بھی لب کج کلہون کے تر نہ ہوے  
ہیں آج بھی ہم بے مایہ گدا اس میکدے کے سرشاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا  
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکرؓ و عمرؓ عثمان و علیؓ  
ہم مرتبہ ہیں یارانؓ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

مولانا ظفر علی خانؒ

## لوح بھی تو قلم بھی تو

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب  
گلبہ آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب

عالم آب و خاک میں، میرے ظہور سے فروغ  
ذرہ ریگ کو دیا، تو نے طلوع آفتاب

شوکت سخر و سلیم، تیرے جلال کی نمود  
فقر جنید و بایزید، تیرا جمال بے نقاب

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام  
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے  
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

علامہ اقبال

## وہ نبیوں میں رحمت.....

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا  
 مرادیں غریبوں کی بر لانے والا  
 مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا  
 وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا  
 فقیروں کا ملجا، ضعفوں کا ماویٰ  
 یتیموں کا والی غلاموں کا مولا

خطا کار سے درگزر کرنے والا  
 بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا  
 مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا  
 قبائل کو شیر کو شکر کرنے والا  
 اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا  
 اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا  
 کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا  
 عرب جس پہ عزلوں سے تھا جہل چھایا  
 پلٹ دی بس اک آہ میں اس کی کایا  
 رہا ڈر نہ میرے کو موج بلا کا  
 ادھر سے ادھر پھر کیا رخ ہوگا

پڑی کان میں دھات تھی اک نکمی  
 نہ کچھ قدر تھی نہ قیمت تھی جس کی  
 طبیعت میں تھے اس کے جوہر جو اصلی  
 ہوئے سب تھے مٹی میں مل کر وہ مٹی  
 نہ تھا مثبت علم قضا و قدر میں  
 کہ بن جائیں گے وہ ظلا اک نظر میں

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا  
 حقیقت کا گران کو اک اک بتایا  
 زمانہ کے بگڑے موؤں کو بنایا  
 بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا  
 کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر  
 سب دکھلا دیے اک پردہ اٹھا کر

مولانا الطاف حسین حالی

## تہی تو ہو

مسند نشین عالم امکان تہی تو ہو  
اس انجمن کی شمع فروزاں تہی تو ہو

صبح ازل سے شام ابد تک ہے جس کا نور  
وہ جلوہ راز حُسن درخشاں تہی تو ہو

دنیاۓ ہست و بود کی زینت تہی سے ہے  
دونوں جہاں کے والی وسلطاں تہی تو ہو

تم کیا ملے کہ دولت ایماں ملی ہمیں  
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایماں تہی تو ہو

دنیا و آخرت کا سہارا تمہاری ذات  
دونوں جہاں کے والی وسلطاں تہی تو ہو

اختر کو بے نوائی دنیا کا فکر کیا  
سامان طراز بے سروساماں تہی تو ہو

## نعت

یہ جو قرآن میں ہے رحمۃ للعالمین  
تیری عظمت کا امیں ہے رحمۃ للعالمین

دل تو کہتا ہے کہ تیری شان کے شایاں ہونعت  
نطق کو یارا نہیں ہے رحمۃ للعالمین

تو حسینوں کا حسین ہے تو جمیلوں کا جمیل  
تو امینوں کا امیں ہے رحمۃ للعالمین

تیرا کوچہ، تیرا در، تیرا مدینہ، تیری راہ  
باب فردوس بریں ہے رحمۃ للعالمین

تیرا جلوہ، تیری خو، تیرا تقدس، تیری ذات  
حاصل علم و یقین ہے رحمۃ للعالمین



تو ہے ہر پہلو سے رحمت بزم عالم کے لئے  
تو سراپا دل نشیں ہے رحمۃ للعالمین

عانت معراج ہے اللہ کا اسرار خاص  
آسماں تیری زمیں ہے رحمۃ للعالمین

ایک گلدستہ ہے نعتوں کا تری، قرآن پاک  
اور تو شرح مبین ہے رحمۃ للعالمین

فکر دانش ہو کہ بزم آب و گل کی وسعتیں  
تیرا ثانی ہی نہیں ہے رحمۃ للعالمین

احسان دانش

## قطرہ مانگے جو کوئی.....

قطرہ مانگے جو کوئی تو اسے دریا دے دے  
مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے

میں تو تجھ سے فقط اک نقشِ کفِ پاچا ہوں  
تو جو چاہے تو مجھے جنتِ ماویٰ دے دے

میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں ہوں لیکن  
مجھ کو ہمسائیگی گنبدِ خضریٰ دے دے

وہ جو آسودگی چاہیں انہیں آسودہ کر  
بے قراری کی لطافت مجھے تنہا دے دے

تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے  
قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستا دے دے

پھر سمیٹوں میں ترے ابر کرم کے موتی  
مرے دامن کو جو تو وسعت صحرا دے دے

یوں تو جب چاہوں میں تیرا رخ زیبا دیکھوں  
عرض یہ ہے کہ مجھے اذن تماشا دے دے!

احمد ندیم قاسمی

مدینہ آئے تو چپکے چپکے درود پڑھ کر سلام کرنا

در نبیؐ سے پلٹ نہ آنا، کچھ ایسا بھی اہتمام کرنا  
ریاض جتنی بھی ساعتیں ہیں حیات کی ان کے نام کرنا

چراغ جلتے ہیں شام ہوتے ہی آرزو کے دل و نظر میں  
اگر ہو ممکن تو وادی جاں کی وہ گزر میں قیام کرنا

ہوا سے سرگوشیوں میں کہنا چلا ہوں بام فلک کو چھونے  
مجھے ہے رستے کے ہر شجر سے، ٹھہر ٹھہر کر کلام کرنا

برستی آنکھوں خیال رکھنا، بہت ہے نازک فضائے طیبہ  
مدینہ آئے تو چپکے چپکے درود پڑھ کر سلام کرنا

مہک رہا ہے میرے نبیؐ کے بدن کی خوشبو سے ان کا دامن  
مدینے کے ہر گلی محلے کا لازماً احترام کرنا

درود کتنے سلام کتنے سپرد بادِ صبا کئے ہیں  
میں روسیہ شہر ہجر میں ہوں قبول نذر غلام کرنا

یہ سوچتا ہوں کہ اور اب کیا خدائے ارض و سما سے مانگوں  
جب اس نے قسمت میں لکھ دیا ہے ثنائے خیر الانام کرنا

ریاض جس دن ریاض جس شب ثنا کے پھولوں سے گھر مہکے  
ریاض وہ دن عذاب لکھنا، ریاض وہ شب حرام کرنا

ریاض حسین چودھری

## لالہ صحرائی

جب مدینہ میری آنکھوں میں نمایاں ہو گیا  
یہ جہاں سارا جہاں، آنکھوں میں پنہاں ہو گیا

حرمت آقا پہ جو دنیا میں قربان ہو گیا  
باغ جنت کی روش پر وہ خراماں ہو گیا

مطلع فاراں سے جب ابھرا منور آفتاب  
روز روشن کی طرح حق پھر حق نمایاں ہو گیا

طاعت آقا کے جذبے نے کیا ہے ارجمند  
میری خوش بختی کا یوں سمجھ کہ ساماں ہو گیا

میرے دل میں رچ گئیں جب نبی کی نزاہتیں  
دیکھتے ہی دیکھتے وہ نگہت افشاں ہو گیا

آگے دنیا میں جب آقا، ملائک نے کہا  
نوع انسانی کے دکھ کا آج درماں ہو گیا

اسوہ کامل کے گل بوئے کھلے تو ان میں  
خُلد کا ٹکڑا مدینے کا گلستاں ہو گیا

## فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے.....

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں  
خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا بندگی کا قرینہ بدل جائے گا  
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے  
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

نام ان کا جہاں بھی لیا جائے گا ذکر ان کا جہاں بھی کیا جائے گا  
نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے

اے مدینے کے زائرِ خدا کے لئے داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سنا  
دل تڑپ جائے گا بات بڑھ جائے گی میرے محتاج آنسو چھلک جائیں گے

ان کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر  
ہم کو اقبالِ جب بھی اجازت ملی ہم بھی آقا کے دربار تک جائیں گے

اقبالِ عظیم

جتنا دیا سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ کو.....

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی مری اوقات نہیں  
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

تو بھی وہیں پہ جا جس در پہ سب کی بگڑی بنتی ہے  
ایک تیری تقدیر بنانا ان کے لیے کچھ بات نہیں

عشقِ شہ بطحا سے پہلے مفلس وختہ حال تھا میں  
نام محمد کے قرباں اب وہ مرے حالات نہیں

ذکر نبی میں جو دن گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے!  
یاد نبی میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں

غور تو کر سرکار کی تجھ پر کیسی خاص عنایت ہے  
کوثر تو ہے ان کا ثناء خواں یہ معمولی بات نہیں

کوثر القادری

## مدینہ اس کو کہتے ہیں

شہ دیں کہ جو بستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 جہاں رحمت برستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 جہاں وہ گنبدِ خضرا ہے، جس کی دید کی خاطر  
 بھری دنیا ترستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 خدا کے بعد جو مثل ہے جس پاک خطے میں  
 جہاں آرا وہ ہستی ہے، مدینہ جس کو کہتے ہیں  
 جہاں جب نبی کی مہ سے ہیں سرشار دیوانے  
 جہاں یہ جذبِ مستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 دکھوں میں بتلا، دنیا کی ٹھکرائی ہوئی خلقت  
 جہاں خوش ہو کے ہنستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 سلاموں کی، درودوں کی، خدا کے ذکر کی بارش  
 جہاں ہر پل برستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں



جہاں مخلوق حق روضے کی جالی چومنا چاہے  
 یہ خوشی دل میں بستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 خدا کے نور سے روشن، نبی کے نور سے جگمگ  
 جو اک پر نور بستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں  
 جہاں سے واپسی پر چہرہ الیاس پر ہر دم  
 اداسی سی برستی ہے، مدینہ اس کو کہتے ہیں

جسٹس محمد الیاس

## خلق کے سرور شافع محشر.....

خلق کے سرور، شافع محشر صلی اللہ علیہ و سلم  
مرسل داور، خاص پیبر صلی اللہ علیہ و سلم

نورِ مجسم پر اعظم، سرور عالم، مونسِ آدم  
نوح کے ہمد، خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ و سلم

فخر جہاں ہیں، عرشِ مکاں ہیں شاہِ شہاں میں سیفِ زباں ہیں  
سب پہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ و سلم

بحرِ سخاوت، کانِ مروت، آیۂ رحمت شافعِ امت  
مالکِ جنت، قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ و سلم

قبلۂ عالم کعبۂ اعظم، سب سے مقدم راز کے محرم  
جانِ مجسم، روحِ مصور، صلی اللہ علیہ و سلم

دولتِ دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تو نگر  
مالکِ کشور تخت نہ افسر، صلی اللہ علیہ و سلم

مہر سے ملو ریشہ ریشہ نعتِ امیر ہے اپنا پیشہ  
ورد ہمیشہ رہتا ہے اکثر صلی اللہ علیہ و سلم

امیرِ مینائی

## یوں تو سارے نبیٰ محترم.....

یوں تو سارے نبیٰ محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے  
رحمتِ دو جہاں اک تیری ذات ہے اے حبیبِ خدا تیری کیا بات ہے

روح کون و مکاں پہ نکھار آ گیا روح انسانیت کو قرار آ گیا  
مرحبا مرحبا ہر کسی نے کہا آمدِ مصطفیٰ تیری کیا بات ہے

حضرت آمنہؓ کے دلارے نبیٰ غمزدہ امتوں کے سہارے نبیٰ  
روزِ محشر کہے گی یہ خلقِ خدا سب کے شافی نبیٰ تیری کیا بات ہے

رحمتِ دو جہاں کا خزینہ ملے جب گلے سے ہوائے مدینہ ملے  
عرشیوں کی ندا فرشیوں کی صدا اے درِ مصطفیٰ تیری کیا بات ہے

آرزو تھی جو دل کی وہ پوری ہوئی چوکھٹِ مصطفیٰ کی حضوری ہوئی  
ہر جگہ پہ ظہوری ظہوری ہوئی اے نبیٰ کے گدا تیری کیا بات ہے  
محمد علی ظہوری

سیرة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## آنحضرت محمد ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات ماہ و سال کے آئینے میں

ولادت سے غار حرا تک

<u>واقعه</u>	<u>ماہ و سال</u>
حضور ﷺ کی پیدائش	22 اپریل 175
حلیمہ سعدیہ کی آغوش میں	29 اپریل 571
پھر آغوش مادر میں	پانچ سال کی عمر میں
والدہ ماجدہ کا انتقال	چھ سال کی عمر میں
دادا عبدالمطلب کی وفات	آٹھ سال کی عمر میں
شام کا پہلا تجارتی سفر	بارہ سال کی عمر میں
حضرت خدیجہ سے نکاح	25 سال کی عمر میں
”الابین“ کا خطاب	30 سال کی عمر کے بعد
حضرت علی کی کفالت	35 سال کی عمر میں
غار حرا میں عبادت	37 سال کی عمر میں

بعثت و نبوت

40 سال کی عمر نزول ۱۱

- 3 نبوی 43 سال کی عمر میں چالیس مردوں عورتوں کا اسلام قبول کرنا  
 5 نبوی 45 سال کی عمر میں حبشہ کی طرف ہجرت  
 6 نبوی 46 سال کی عمر میں حضرت عمرؓ اور حمزہؓ کا اسلام لانا  
 7 نبوی 47 سال کی عمر میں کفار قریش کا بائیکاٹ کرنا شعیب ابی طالب میں محصور ہونا

- 10 نبوی پچاس سال کی عمر بائیکاٹ کا خاتمہ، شعیب ابی طالب سے واپسی، چچا ابوطالب کا انتقال، حضرت خدیجہؓ کا انتقال، تبلیغ اسلام کے لئے طائف کا سفر حضرت عائشہؓ سے نکاح معراج کا واقعہ

- 11 نبوی 51 سال کی عمر میں یشرب (مدینہ) کے چھ آدمیوں کا اسلام قبول کرنا

- 12 نبوی 52 سال کی عمر میں بارہ آدمیوں کا اسلام قبول کرنا  
 13 نبوی 53 سال کی عمر میں مدینہ کے بارہ آدمیوں کا ایمان لانا

### ہجرت سے وفات تک

- 53 سال کی عمر میں ہجرت مدینہ  
 1 ہجری 54 سال کی عمر میں مدینہ کا انتظام کرنا  
 2 ہجری 55 سال کی عمر میں غزوہ بدر

- 3 ہجری 56 سال کی عمر میں غزوہ احد
- 4 ہجری 57 سال کی عمر میں نبی عامر کی چال بازی۔ قاریوں کی شہادت
- 5 ہجری 58 سال کی عمر میں غزوہ خندق
- 6 ہجری 59 سال کی عمر میں صلح حدیبیہ
- 7 ہجری 60 سال کی عمر میں بادشاہوں کی دعوت نامے اور فتح خیبر
- 8 ہجری 61 سال کی عمر میں موت کا واقعہ فتح مکہ، حنین کا واقعہ
- 9 ہجری 62 سال کی عمر میں واقعہ تبوک مسلمانوں کا حج ادا کرنا
- 10 ہجری 63 سال کی عمر میں حج الوداع۔ آخری خطبہ
- 11 ہجری 63 سال کی عمر میں علامت و انتقال

یہ فہرست اس لئے ترتیب دی گئی ہے کہ مسلمان حضور پاک ﷺ کی زندگی کے اہم واقعات کو صرف ایک نظر میں معلوم کر سکیں اور وہ اندازہ لگا سکیں کہ حضور ﷺ کی زندگی کس قدر پاکیزہ اور مقدس تھی اس کے علاوہ آپ ﷺ کی زندگی عمل و حرکت اور انقلابات کا آئینہ بھی تھی۔ سن اور تاریخ میں تاریخ دانوں میں اختلاف ہے۔ یہ زیادہ اہم بات نہیں اصل چیز واقعات کی اہمیت ہے جن سے عبرت اور ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

شگفتہ عند لیب ترین

## رحمت للعالمین محمد ﷺ کے مختصر حالات زندگی

☆ 22 اپریل 571ء بوقت صبح صادق بروز پیر۔ ولادت نبی کریم ﷺ۔

☆ ولادت کے سات روز بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا اسم گرامی محمد ﷺ رکھا۔

☆ عرب کے دستور کے مطابق حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو آغوش رضاعت میں لیا۔

☆ چار برس کی عمر میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہی واقعہ مشق صدر پیش آیا

☆ چھ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر کیا۔

☆ مدینہ سے واپسی پر بمقام ابواء والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔

☆ دادا جناب عبدالمطلب کی زیر کفالت آ گئے۔

☆ آٹھ برس کی عمر میں دادا کا انتقال ہو گیا۔ چچا جناب ابوطالب کی زیر کفالت آ گئے۔

☆ بارہ برس کی عمر میں چچا ابوطالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر کیا۔

☆ بیس برس کی عمر میں جنگ نجار میں شرکت کی اور حلف الفضول نامی معاہدہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔



- ☆ پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی سامان لے کر ابن کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کا سفر کیا۔
- ☆ اسی سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا جو چالیس برس کی بیوہ خاتون تھیں۔
- ☆ پینتیس برس کی عمر میں خانہ کعبہ کی تعمیر نو میں حجر اسود نصب کرنے کا موقع ملا اور قبائل عرب میں اس سلسلے میں زبردست فساد کو روکنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔
- ☆ چالیس برس کی عمر میں زیادہ تر وقت غار حرا میں اعتکاف اور مراقبہ کی حالت میں گزارا کرتے اور اسی سال آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ (27 رمضان المبارک 1 نبوی)
- ☆ 4 نبوی: نبی آخر الزمان نے علی الاعلان تبلیغ کا آغاز فرمایا۔
- ☆ 5 نبوی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ اور ان کے شوہر عثمان غنی اور ان کے ساتھ گیارہ مرد اور چار خواتین پر مشتمل افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر پہلی ہجرت حبشہ کی۔
- ☆ 6 نبوی: حضرت ارقم کے مکان کو اسلامی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اسی جگہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔
- ☆ 7 نبوی: قریش نے بنو ہاشم کا سماجی مقاطعہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو ہاشم کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے۔

☆ 8 نبوی: شق القمر کا معجزہ رونما ہوا۔

☆ 9 نبوی: اور 10 نبوی کے نصف تک شعب ابی طالب میں محصور رہے۔

☆ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی انتقال کر گئیں۔

☆ 10 نبوی: شوال میں آنحضرت ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ

سے نکاح کیا۔ اس مہینے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نکاح

ہوا۔ لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ اسی شوال کے مہینے میں دین اسلام کی

تبلیغ کے لئے آپ نے طائف کا سفر کیا 23 ذیقعدہ کو آپ ﷺ

واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے۔

☆ 11 نبوی: یثرب (مدینہ منورہ) سے آنے والے چھ افراد نے اسلام

قبول کیا۔

☆ 12 نبوی: 27 رجب کو معراج ہوئی آپ نے تمام انبیاء کی امامت

کی۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔ جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا۔ اسی

شب پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ اسی سال ذی الحجہ میں

آنحضرت کے دست مبارک پر مدینہ کے بارہ افراد نے بیعت کی۔

☆ 13 نبوی: ذی الحجہ میں مدینہ منورہ کے 73 مرد اور 2 عورتوں نے

آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

☆ 1 ہجری: 27 تا 29 صفر، حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ ہجرت

مدینہ کے موقع پر غار ثور میں قیام کیا۔

☆ یکم ربیع الاول بروز شنبہ غار ثور سے روانگی۔ 8 ربیع الاول کو قبا میں آمد۔ اسلام کی سب سے پہلی مسجد قبا میں تعمیر ہوئی۔ 12 ربیع الاول بروز جمعہ مدینہ منورہ میں آمد۔ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان کو قیام شرف بخشا۔ 19 ربیع الاول بروز جمعہ مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز۔ اذان و اقامت کی ابتداء، مہاجر اور انصار کو رشتہ اخوت میں مربوط کیا گیا۔ ماہ شوال میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی ہوئی۔

☆ مسجد نبوی میں پہلی اسلامی درس گاہ ”صفہ“ کے نام سے قائم کی گئی۔

☆ ماہ شوال ہی میں اسلامی ریاست مدینہ کا پہلا تحریری دستور مرتب کیا گیا۔

☆ 2 ہجری: جہاد کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔ بیت المقدس کی بجائے

خانہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا گیا۔ ماہ رمضان فرض ہوئے۔

17 رمضان کے روزے کو اسلام کی پہلی جنگ، غزوہ بدر وقوع پذیر

ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی اور حضرت عثمان غنی کی زوجہ

محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ نماز عید اور صدقہ فطر کا حکم

ملا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

☆ 3 ہجری: حضور اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا

نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ شعبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ 6 شوال کو غزوہ احد پیش آیا۔ ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔

☆ 4 ہجری: ربیع الاول میں غزوہ بنو نصیر پیش آیا۔ شوال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ سفر کے دوران نماز قصر کا حکم نازل ہوا۔

☆ 5 ہجری: شعبان میں غزوہ بنو مصطلق پیش آیا۔ اسی غزوہ کے دوران تیمم کا حکم نازل ہوا۔ یکم ذیقعدہ کو سیدہ زینب بن جحش سے نکاح ہوا۔ غزوہ خندق (غزوہ احزاب) پیش آیا بنو قریظہ وقوع پذیر ہوا۔

☆ 6 ہجری: ذیقعدہ میں صلح حدیبیہ کا تاریخ ساز واقعہ پیش آیا۔ بادشاہوں کو دعوت اسلام کیلئے قاصد اور خطوط روانہ کئے گئے۔ خطوط پر مثبت کرنے کے لئے مہر بنوائی گئی جس پر ”محمد رسول اللہ“ کندہ تھا۔

☆ 7 ہجری: ہجری محرم الحرام میں غزوہ خیبر پیش آیا۔ اسی موقع پر ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلا دیا مگر آپ نے اسے معاف کر دیا۔ ذی الحجہ میں نبی کریم اور صحابہ کرام نے صلح حدیبیہ والا عمر قضا ادا فرمایا۔ عمرہ

قضا سے واپسی پر آپ ﷺ نے سرف کے مقام پر حضرت  
میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

☆ 8 ہجری: جمادی الاول میں غزوہ موتہ پیش آیا۔ 20 رمضان  
المبارک کو مکہ مکرمہ کی تاریخ ساز فتح ہوئی۔ 11 شوال کو غزوہ حنین  
اور 13 شوال کو غزوہ طائف پیش آیا۔

☆ 9 ہجری: یکم محرم الحرام کو آپ ﷺ نے مختلف قبائل سے زکوٰۃ کی  
وصولیابی کے لئے عاملین مقرر فرمائے۔ رجب تا رمضان المبارک  
غزوہ تبوک (جیش العرہ) پیش آیا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر  
منافقین کی ”مسجد ضرار“ کو منہدم کیا گیا۔ اسی سال حج فرض ہوا اور  
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے امیر حج کی حیثیت سے حج کے لئے  
روانہ ہوئے۔

☆ 10 ہجری: 9 ذی الحجہ بروز جمعہ حجۃ الوداع ادا فرمایا اور میدان  
عرفات میں انسانی حقوق پر مبنی عالمی شہرت یافتہ خطبہ عطا فرمایا۔

☆ 11 ہجری: 12 ربیع الاول بروز پیر آپ ﷺ اپنے خلاق حقیقی  
سے جا ملے۔

## نمود صبح انقلاب

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات وہ سہانی اور نورانی ساعت تھی جب کائنات میں معنوی انقلاب کا آغاز ہوا۔ نور کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر پوری کائنات میں موجزن تھا۔ نوری اجرام جھک جھک کر اس نوری تموج میں اور اضافہ کر رہے تھے اور فرشتے جھانک جھانک کر اپنے اشتیاق دید اور شوق فراواں کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ کب وہ نور کا پیکر جلوہ بار ہو اور فرشتوں کے امیر اسے لے کر دیدار عام کرائیں اور کائنات کو زیارت کا شرف بخشیں۔ یہ ایک منفرد نورانی ولادت تھی جس میں عجیب واقعات اور انور تجلیات کے ساتھ حسین و جمیل بہشتی خواتین کا بھی ظہور ہوا جنہیں، حور عین کہتے ہیں ان کے ہمراہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا بھی تشریف لائیں اور جشن ولادت میں شرکت کے ساتھ اپنی موجودگی سے حضرت آمنہ کو دلاسا دیا اور باور کرایا کہ وہ ایک بہت ہی عظیم و بے مثال ہستی کی ماں بننے کا شرف حاصل کرنے والی ہیں۔ حضرت آمنہ کا اپنا بیان ہے۔

میں نے کھجور کی طرح لمبی خواتین کو دیکھا جیسے قبیلہ عبد مناف کی عورتیں ہوتی ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا میں نے ان سے زیادہ روشن چہرے والی خوبصورت عورتیں نہیں دیکھیں۔ ان میں سے ایک آگے بڑھی میں نے اس کے ساتھ ٹیک لگادی۔ پھر دوسری آگے بڑھی

اس نے پینے کے لئے پاکیزہ مشروب پیش کیا جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا بڑے پیار سے بولی پی، لو میں نے پی لیا۔ دوسری بولی اور پیو! میں نے اور پیا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میرے استفسار پر ان خوبصورت عورتوں نے مجھے بتایا کہ وہ حضرت آسیہؓ حضرت مریمؓ ہیں اور ان کے ساتھ جنتی حوریں ہیں (زرقانی علیا لمواہب (1:112) اس ساعت سعید میں سارا گھر بقعہ نور بن گیا انوار و تجلیات نے نہ صرف اس مکان بلکہ کائنات کو بھی اپنے گھیرے میں لے لیا اور ہر چیز چاندنی میں نہا گئی۔ اس واقعہ پر عناصر کائنات ہی نہیں ساکنان عرش بھی حرکت میں آگئے۔

ام عثمان فاطمہ بنت عبد اللہ الثقفیہؓ اس موقع پر حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں انہوں نے عجیب امین افروز مشاہدات کئے آپ فرماتی ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت حاضر تھی میں نے دیکھا کہ ہر شے نور میں ڈوب گئی، گویا کائنات میں نور کا سیلاب آ گیا تھا، اجرام سماوی زمین کی طرف جھک رہے تھے جیسے اسے بوسہ دینا چاہتے ہوں یہ انقلاب صرف احساس نہ تھا بلکہ ایک حقیقت کی نمود تھی۔ بیہتی ابو نعیم اور ابن عساکر نے عثمان بن ابی اعاص اور روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجھ سے اپنی والدہ (فاطمہ بنت عبد اللہ) نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی۔ میں

نے اس وقت جس چیز کو بھی دیکھا اسے نور ہی نور سے دیکھا کہ ستارے قریب آتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ میں سوچنے لگی کہ یہ مجھ پر گر پڑیں گے۔ جب حضرت آمنہؓ نے حضور ﷺ کو جنم دیا تو ان سے نور نکلا جس سے گھر اور سب درو دیوار منور ہو گئے حتیٰ کہ ہر طرف نور ہی نور دکھائی دینے لگا (الخصائص الکبریٰ 1:78)

اسی طرح حضرت آمنہ خود اپنا مشاہدہ بیان فرماتی ہیں۔

ولادت کے وقت میں نے محسوس کیا کہ ایک نور مجھ سے خارج ہوا ہے جس کی روشنی میں شام کے محلات بھی نظر آنے لگے بوقت ولادت آپ بالکل پاک صاف تھے۔ (طبقات ابن سعد 1:102)

حضرت سیدہ آمنہ ہی کا بیان ہے

”میں تین گڑے ہوئے جھنڈے دیکھے، ایک جھنڈا مشرق میں گڑا ہوا تھا، ایک مغرب میں اور ایک کعبہ معظمہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔ (السیرة الحلیہ 1:109)

ولادت کی رات سرشام ہی سے اجرام کائنات کو الہام ہو گیا تھا کہ وہ سب سرور و انبساط کے ترانے گائیں اور آنے والی ذات کا مسرتوں کے ہجوم میں استقبال کریں۔ ساکنان عرش کی آمد و رفت میں بھی اضافہ ہو گیا اور نورانی پروں کے ساتھ ہواؤں اور فضاؤں میں پریں باندھ کر ادب و احترام سے کھڑے ہو گئے۔



حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں:

”میں نے ایک عجیب خواب دیکھا اس وقت حطیم کعبہ میں تھا میں نے دیکھا کہ میری پشت پر ایک ہی بلند درخت اُگا ہے جس نے آسمان کی چوٹی کو چھو لیا ہے اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں ہیں اور اس سے نور چھن چھن کر فضاؤں کو منور کرنے لگا ہے اور پھر اس سے انوار کے ایسے سوتے پھوٹے کہ سورج کی تابانی بھی اس کے آگے ماند پڑ گئی میں نے دیکھا کہ قریش کے لوگ وہاں جمع ہو گئے، کچھ شوق و وارفتگی کے عالم میں آگے بڑے، اور ان شاخوں سے ہاتھ لٹک گئے، لیکن کچھ لوگ غصے سے بھر گئے اور برا فروختہ ہو کر آگے بڑھے ان کے ہاتھ میں بڑے بڑے برے کلہاڑے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اس نورانی درخت کو کاٹ ڈالیں۔ اتنے میں ایک خوبصورت اور باوقار نوجوان نمودار ہوا اور درخت کے آگے سینہ سپر ہو گیا اس سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں جی چاہتا تھا کہ انسان اسے دیکھتا ہی رہے۔ اس نے درخت کاٹنے کی کوشش کرنے والوں میں سے کسی کی آنکھ پھوڑ دیں اور کسی کی کمر توڑ دی۔ میں گھبرا کر بیدار ہو گیا۔ ایک کاہنہ نے تعبیر بتائی کہ تمہاری نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کے جلال اور عظمت و کمال کی پوری دنیا میں دُھوم مچ جائے گی۔ (سیرت نبوی، ذینی دہلا 32) حضرت عبدالمطلب اسی صبح نور کے تڑکے صحن میں رونق افروز تھے کہ یک دم انقلاب آ گیا بت درہم برہم ہو گئے، اوندھے منہ ایسے

گر پڑے جیسے نظر نہ آنے والے ہاتھوں نے انہیں زمین پر پٹخ دیا اور ساتھ ہی دیوار کعبہ سے ایک دلکش آواز گونجی وہ مختار مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو گئے ہیں، کفار جن کے ہاتھوں شکست کھا جائیں گے (السیرۃ النبویہ 41:1) ابھی وہ صورت حال پر غور ہی کر رہے تھے اور اس انقلاب آفریں واقعے پر حیرت زدہ تھے اتنے میں حضرت آمنہ کافر ستادہ ان کے پہنچ گیا پیغام تھا کہ قدرت نے آپ کو پوتا عطا فرمایا ہے یہ مسرت افزا اور روح پرور خوشخبری سنتے ہی گھر پہنچے حضرت آمنہ نے اس دوران جو عجائبات دیکھے تھے اور انہیں جو ہدایات و بشارت دی گئی تھیں وہ سب حضرت عبدالمطلب کو بتادیں (طبقات ابن سعد 1:103)

عبدالمطلب اس عطاءے ربانی پر مجسمہ شکر بن گئے۔ وہ اظہار شک کے لئے نور مولود کو کعبۃ اللہ میں لے گئے رب کے حضور جھکنے، تشکر کے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا اور پھر آسمانی مہمان کو گھر لے آئے۔

جس صبح ولادت باسعادت ہوئی، علماء یہود کی صفوں میں ہل چل مچ گئی اور بے قرار ہو کر گلی کوچوں میں گھومنے اور پوچھنے لگے کہ آج کس کے گھر بچہ ہوا ہے؟ انہوں نے دھوم مچادی کہ وہ نجم طلوع ہوگی ہے جس کی موسیٰ نے خبر دی تھی وہ محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو گئے ہیں، ایک یہودی راہب ملک شام سے آکر مراطہران میں آباد ہو گیا تھا۔ وہ علم و فضل کا پیکر اور کتب سماوی کا علم تھا کہا کرتا تھا۔ اے اہل مکہ! عنقریب تمہارے اندر

ایک بچہ پیدا ہوگا عالم عرب اس کی اطاعت کرے گا اور عجم پر اسے غلبہ عطا ہوگا اس کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو اسے پالے گا اور اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور جو مخالفت کرے گا وہ خائب و خاسر اور نادم ہوگا۔

(السیرۃ النبویہ 1:41)

امام حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ولادت کی رات وہ اپنے مسکن سے باہر آیا۔ قریش کے ہاں آکر رک گیا اور پوچھا۔ کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ متولد ہوا ہے؟ حاضرین نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ وہ بولا۔

”میری بات غور سنو! آج کی رات اس آخر امت کا نبی پیدا ہو گیا ہے اور اے قبائل قریش! وہ تمہیں میں سے ہے۔ اس کے کندھے پر مہر نبوت ہے، سابقہ کتب میں اس کی یہی نشانی بیان کی گئی ہیں۔ فوراً گھروں کی طرف جاؤ اور اس کی تحقیق کرو۔ قریش کے افراد حیرت زدہ رہ گئے تجسس اور شوق کے ملے جلے جذبات لئے گھروں کو بھاگے انہیں جلد ہی پتہ چل گیا کہ حضرت عبدالمطلب کو قدرت نے پوتا عطا کیا جس کی پیدائش پر بڑے خوراق اور معجزات ظاہر ہوتے ہیں وہ اس یہودی عالم کے پاس واپس آئے اور تمہاری بات درست ہے، عبدالمطلب کے گھر پوتا پیدا ہوا ہے وہ بولا مجھے ان کے گھر لے چلو میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں وہ یہودی حضرت آمنہ کے پاس آیا اور دو شانوں کے درمیان مہر نبوت کی

نشانی دیکھی تو بے ہوش اور بدحواس ہو گیا اور اس کی زبان سے بے ساختہ کلمات نکل گئے۔ خدا کی قسم! بنی اسرائیل کے گھر سے نبوت رخصت ہو گئی۔ اے قریش! تمہیں زندگی مبارک ہو اس کے ذریعے تم ایسا غلبہ و اقتدار حاصل کرو گے کہ مشرق و مغرب میں اس کا شہرہ ہو جائے گا۔

(السیرة النبوة و حلالان، 1:40)

ان حیرت انگیز معجز نما واقعات کے علاوہ ولادت سعادت کی پورے عرب میں فوری دھوم اور شہرت کی ایک ظاہری وجہ یہ بھی تھی کہ اس سال اہل عرب اور قریش تاریخ کے سخت ترین قحط اور افلاس میں مبتلا تھے، حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ہی ملت کی تقدیر بدل گئی سختیاں اور تکلیفیں دور ہو گئیں، ویران زمینوں پر بہار آگئی، ہر طرف سبزہ لہلہانے لگا اور اناج سے کھت کھلیاں بھر گئے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری

## رحمت مجسم نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں اور تمام مخلوقات کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ جس سر زمین مقدس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تشریف آوری کا شرف بخشا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن رحمتوں اور برکتوں کا ظہور ہوا۔ ان میں سے چند اس وقت پیش خدمت ہیں۔

سینکڑوں برس پہلے حضور اکرم ﷺ کے جدا مجد اور مکہ مکرمہ کی بستی کے بانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک عظیم یادگار چاہ زمزم کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ رحمت مجسم کے دادا جناب عبدالمطلب کو ایک شب خواب کی حالت میں گم شدہ چاہ زمزم کا محل وقوع بتایا گیا اور اسے کھودنے کی ہدایت کی گئی۔ انہوں نے بشارت کے مطابق عمل کیا اور یوں چاہ زمزم برآمد ہو گیا، کھدائی کے دوران مدفون ایک خزانہ بھی برآمد ہوا جو سب کا سب خانہ کعبہ کے لیے وقف کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے کچھ ہی عرصے بعد یمن کا فرماں روا ابرہہ ایک مسلح لشکر کے ہمراہ مکہ معظمہ پر چڑھ دوڑا تاکہ اللہ کے مقدس گھر خانہ کعبہ کو زمین بوس کر کے پورے حجاز میں دین مسیحی کو پھیلانے لیکن رحمتہ اللعالمین کی آمد کی سعادت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اہل یمن کی اس ناپاک آرزو کو

پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے دیا حالانکہ مادی اور فوجی نقطہ نظر سے مکہ معظمہ پر ان کا قبضہ کر لینا کچھ مشکل نہ تھا۔

سرور کائنات کی ولادت عظیمی حجاز مقدس میں ہوئی۔ بنو ہوازن کی ایک شاخ بنو سعید میں محترمہ حلیمہ سعدیہ کی تحویل میں آپ کو عالم شیر خوارگی میں دے دیا گیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ وہ سال بڑی خشک سالی قحط اور گرمی کا تھا۔ کنوؤں میں پانی تک نہ رہا تھا۔ جنگلوں میں سبزہ نظر نہ آتا تھا۔ آدمیوں کے لیے غلہ دستیاب نہ تھا اور جانوروں کے لیے چارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ رحمت مجسم ﷺ کی تشریف آوری سے جنگل ہرے بھرے ہو گئے۔ غلے اور چارے کی بہتات ہو گئی۔ بکریاں فر بہ ہو گئیں اور دودھ کی افراط ہو گئی۔

مکہ مکرمہ میں کچھ عرصہ سے قحط سالی کی کیفیت نمایاں تھی۔ مکہ کے عمر رسیدہ افراد کو خواب میں بشارت ہوئی کہ سردار مکہ عبدالمطلب، آپ ﷺ کے ہمراہ ابوقتبیس پہاڑ پر جا کر بارش کے لیے دعا مانگیں اس بشارت پر عمل کیا گیا اور آنحضرت ﷺ کو اپنے سامنے کھڑا کر کے جناب عبدالمطلب نے دعا مانگی۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور ایک ہی دن میں متواتر چھ برس کی خشک سالی دور ہو گئی۔ اہل مکہ حضور ﷺ کی رحمت و برکت اور فضیلت کے قائل ہو گئے۔

دادا کے انتقال کے بعد آپ کے قدم مبارک چچا ابوطالب کے گھر پہنچے تو وہاں بھی رحمتوں اور برکتوں کا ظہور ہونے لگا اور آپ کے فیوض و برکات سامنے آنے لگے۔ ابوطالب کی معاشی حالت بہتر ہونے لگی۔ دسترخوان پر آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے تھوڑا کھانا بھی تمام اہل خانہ کے لئے کافی ہو جاتا۔

مکہ مکرمہ ایک مرتبہ پھر خشک سالی کا شکار ہو گیا تو حضرت ابوطالب اور تمام اہل قریش آنحضرت ﷺ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ بارش کی دعا کرنے کے لیے گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی پشت مبارک خانہ کعبہ سے لگائی اور انگلیوں سے آسمان کی جانب کچھ اشارہ کیا آپ کے اشارہ کی دیر تھی کہ مکہ مکرمہ پر گھنگھور گھٹا چھا گئی اور کئی دن تک ابر کرم برستار ہا جس کے فیوض و برکات سے تمام انسان اور حیوان بلا کسی امتیاز و تفریق نوازے گئے۔

بعثت نبوی سے تقریباً پانچ برس قبل خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا واقعہ بھی اس امر کا شاہد ہے کہ جہاں آپ اہل مکہ میں سب سے زیادہ قابل احترام و اعتماد، ہر دل عزیز اور مقبول تصور کئے جاتے ہیں وہاں آپ نے اپنی دیانت و فراست سے ہزاروں جانیں بچا کر ان سب کے لئے سراپا رحمت ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا تھا۔

آپ کی انسانیت اور رحمدلی کا یہ ایک عدیم المثال واقعہ بھی تاریخ

نے اپنے صفحات میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔ قبیلہ بنو کلب کے ایک شخص حارث کے آٹھ سالہ بچے کو حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلدہ کے لیے خرید لیا۔ حضرت خدیجہ نے شادی کے بعد بچے کو بطور خدمت میں پیش کر دیا۔ اسی اثناء میں قبیلہ بنو کلب کے بعض لوگ حج کرنے مکہ مکرمہ آئے تو زید کو دیکھ کر انہوں نے پہچان لیا۔ زید نے بھی ان لوگوں کی شناخت کر لی اور اپنے والدین کے لئے پیغام بھیجا کہ وہ میری وجہ سے پریشان نہ ہوں میں مکہ میں بڑی پُر سکون زندگی بسر کر رہا ہوں۔ زید کا باپ حارث جو اپنے بیٹے کے فراق میں آنسو بہاتا اور نور نظر کی تلاش میں سرگرداں پھرتا تھا۔ ایک زمانہ کے بعد بیٹے کا پیغام سن کر خوشی سے دیوانہ ہو گیا اس وقت کے دستور کے مطابق بیٹے کی آزادی کے لئے ضروری رقم کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر اور کہنے لگا۔ ”اے بن عبدالمطلب! اے ہاشم کے فرزند! اور اے سردار قوم کے نور نظر تم مراتب عالیہ کے مالک ہو، تم گرفتار کورہائی عطا کرتے ہو۔ قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہو، زید میرا لخت جگر ہے آپ فدیہ لے کر اس کورہا کر دیجیے۔ میں زندگی بھر آپ کا احسان مند رہوں گا۔“

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”میں تم سے کوئی رقم لیے بغیر زید کو آزاد کر رہا ہوں اور اس کو پورا اختیار دیتا ہوں اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے اور تمہارے ساتھ رہنا چاہے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہوگا اور اگر وہ“



میرے ساتھ رہنا چاہے تو بخدا میں اس کی دل شکنی کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کروں گا۔

زید کے والد آنحضرت کی گفتگو سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ تو آپ کا احسان عظیم ہے اور آپ کا یہ عمل انصاف سے بھی بالاتر ہے۔ زید سے معلوم کیا گیا کہ آیا وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا اپنے بچھڑے ہوئے والدین کی آغوش میں جانے کے خواہشمند ہیں۔ زید نے اپنی کم سنی کے باوجود جواب دیا کہ میں احسان شناس اور قدر شناس ہوں کسی قیمت پر بھی آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح نہ دوں گا۔ میرے لیے چچا، باپ اور سب کچھ اب آپ ہی ہیں۔

زید کے والد اس غیر متوقع جواب پر حیران و ششدر رہ گئے اور کہنے لگے ”ہائے بیٹا! تم یہ کیا باتیں کر رہے ہو، بڑے افسوس کی بات ہے کہ آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو۔ والدین، قبیلے اور وطن پر ایک غیر وطن کی فوقیت دے رہے ہو“ زید نے کہا ”بابا! آپ کو کیا خبر! میں ان کی جن جن مہربانیوں سے فیضیاب ہوتا رہا ہوں ان کا یہی تقاضا ہے کہ میں ان کی رفاقت اور خدمت پر کسی دوسرے کو فوقیت نہیں دے سکتا۔ زید کی اس محبت کو دیکھ کر حضور اکرم ﷺ نے زید کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا اور فرمایا ”تمام حاضرین گواہ رہیں! آج سے زید میرا بیٹا ہے۔ وہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں۔“

باپ نے بھی یہ عجیب منظر دیکھا تو وہ مسرور ہوا اور خوش خوش اپنے

وطن واپس لوٹ گیا۔ اس روز سے زید، زید بن محمد کہلائے جانے لگے۔  
 حضرت خدیجہ، عرب کی ایک نہایت مقبول خاتون تھیں، انہوں نے  
 شادی کے بعد اپنی بے پناہ دولت آنحضور ﷺ کے سپرد کر دی وہ دولت کئی  
 پشتوں کی کفالت کرنے کے لیے کافی تھی، تجارت کے ذریعے اس سرمایہ میں  
 مزید اضافہ کیا جاسکتا تھا لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس دولت سے کیا کام کیا؟  
 ایک سال عرب میں لرزہ خیر قحط پڑا۔ ہزاروں افراد موت کا شکار  
 ہونے لگے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ ان  
 قحط زدہ اور مصیبت زدہ غریبوں کی امداد پر صرف فرمایا۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کا  
 سب سے بڑا دولت مند اتنا تہی دست ہو گیا کہ گھر میں تین تین روز کے  
 فاقے شروع ہو گئے۔ لیکن اپنے اس عمل سے وہ اہل عرب کی آنکھ کا تارا  
 بن چکے تھے۔ جب کبھی کسی گلی محلے سے گزرتے تو اطراف کے لوگ ایک  
 دوسرے کو فخر کے ساتھ بتلاتے کہ وہ دیکھو محمد جا رہے ہیں۔ آپ کے یہی  
 وہ روح پرور اوصاف جمیلہ تھے جن کو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ  
 عنہا نے ایک عجیب انداز میں اس وقت بیان کیا تھا جب آنحضرت نے  
 پہلی وحی کی اطلاع اپنی شریک حیات کو دی تھی۔ ام المومنین نے فرمایا تھا  
 ”ابو القاسم! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک کارِ عظیم کے لئے منتخب کر لیا  
 ہے آپ کو مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ صدقہ خیرات  
 کرتے ہیں۔ لوگوں کے کام سنوارتے ہیں۔ آپ یتیموں کے والی بیکسوں

کا سہارا بیواؤں کے سر پرست، بے نواؤں کے حاجت روا، ٹوٹے دلوں کا آسرا، شائستگی کا مجسمہ اور اخلاق کے پیکر عظیم ہیں۔“

وہ شہر جو کبھی قحط بیماریوں، باہمی رقابتوں اور جنگ و جدل کی بنیاد پر ویران اور اجاڑ نظر آتا تھا جب رحمۃ اللعالمین کی ذات اقدس اس شہر میں جلوہ افروز ہوئی اس شہر مدینہ کی فضاء انتہائی خوشگوار اور ایک پر رونق ماحول کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ بازاروں میں، سڑکوں پر، گلی محلوں میں، بچوں، جانوروں اور بوڑھوں کا ایک اثر دھام رہنے لگا۔ ان کے چہرے مسرت اور شادمانی سے دکتے نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ منورہ میں خطرناک بخار کی وباء پھیلی ہوئی تھی کم و بیش پوری آبادی اس موذی مرض میں مبتلا تھی۔ ایک روایت کے مطابق رحمۃ اللعالمین ﷺ نے دعا فرمائی ”بار الہی! اس شہر کو بیماریوں سے نجات عطا کر اور اسے مد اور صاع (دونوں پیمانے میں) میں فراوانی اور برکت سے سرفراز فرما۔“ چنانچہ رحمۃ اللعالمین کی دعا مقبول ہوئی اور مدینہ منورہ نہ صرف ہر قسم کی وباؤں سے پاک ہو گیا بلکہ وہاں کی پیداوار میں زبردست اضافہ ہوا۔ سیاسی و سماجی امن اور اقتصادی خوشحالی کی وجہ سے اطراف بلکہ دور دراز کے قبائل بھی مدینہ میں سکونت اختیار کرنے لگے۔

امام زہری ایک یہودی عالم کا بیان نقل کرتے ہیں کہ توریت میں پیغمبر اسلام ﷺ کی جتنی صفات بیان کی گئی ہیں میں ان سب کا مشاہدہ

نہیں کر سکا۔ اس مقصد سے میں نے ایک مرتبہ تیس دینار ایک معینہ مدت کے لئے پیغمبر اسلام کو قرض دیئے اور مقرر میعاد سے کچھ پہلے ہی آپ کی خدمت میں جا پہنچا اور اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ بہت سخت لہجے میں کیا۔ عمر فاروقؓ خدمت نبوی ﷺ میں موجود تھے کہنے لگے ”او خبیث یہودی! اگر آنحضرت تشریف فرمانہ ہوتے تو میں تیرا سر پھوڑ ڈالتا۔“

رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا ”اے ابو حفص (عمر) اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ تمہارا فرض تھا کہ تم مجھے اس قرض کے ادا کرنے کا مشورہ دیتے جو مجھ پر واجب ہے۔ وہ یہودی اس کا محتاج تھا کہ تم اس کا حق وصول کرنے میں اس کی مدد کرتے“ پھر آپ نے فرمایا۔ ”اے ابو حفص! اس کو اس باغ میں لے جاؤ جو اس نے پہلے روز مانگا تھا۔ اگر یہ راضی ہو تو اس کو اتنے اتنے صاع زائد دینا۔ اگر وہ راضی نہ ہو تو پھر یہی اس کو فلاں فلاں باغ سے دے دینا۔“

وہ یہودی کھجوروں پر راضی ہو گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اصل اور زائد جتنا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا یہودی کے سپرد کر دیا۔ یہودی نے کھجوروں پر قبضہ کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھا اور کہنے لگا ”عمر! آپ نے مجھے جو بچھ کرتے دیکھا مجھے اس پر محض اس امر نے آمادہ کیا کہ میں نے وہ تمام صفات جو تورات میں رسول اللہ ﷺ کی بیان کی گئی ہیں مشاہدہ کر لی تھیں صرف ایک صف حلم باقی تھی جس کا مشاہدہ کر لیا۔ اور آنحضرت ﷺ کو تورات کی صفت کے مطابق پایا۔ میں آپ کو گواہ بنا

کر کہتا ہوں کہ یہ کھجوریں اور میرے مال کا نصف حصہ تمام فقہائے مسکین پر صرف ہوگا۔ اس یہودی کے تمام اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضور اکرم ﷺ کی شفقت و محبت اور رحمت کے بعد واقعات احادیث میں بیان کئے گئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ ہمارے لیے سبق آموز ہے۔

ایک مرتبہ عید الفطر کے روز جبکہ نماز عید پڑھ کر بچے اچھلتے کودتے شاداں و فرحاں اپنے اپنے گھروں کو اپنے بڑوں اور بزرگوں کے ساتھ واپس جا رہے تھے اور رحمت مجسم ﷺ بھی گھر کی طرف رواں دواں تھے۔ آپ نے میدان کے ایک گوشے میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ایک دبے پتلے لڑکے کو بے تحاشا آنسو بہاتے ہوئے دیکھا۔ آنحضرت کا دست شفقت جھٹک دیا اور کہنے لگا ”خدا کے واسطے مجھے تنہا چھوڑ دو“ آنحضرت نے اس کے بالوں میں بڑی محبت کے ساتھ اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے دوبارہ فرمایا ”میرے بچے! مجھے بتاؤ تو سہی آخر تمہارے ساتھ ہوا کیا ہے؟“ لڑکے نے اپنے سر کو دونوں گھٹنوں میں چھپا کر سسکیاں لیتے ہوئے کہا ”پیغمبر اسلام کے خلاف ایک جنگ میں میرا باپ ہلاک ہو چکا ہے۔ میری ماں نے دوسری شادی کر لی ہے اور س کے نئے شوہر نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ میری جائیداد بھی دوسروں نے چھین لی ہے۔ آج سب لڑکے عمدہ عمدہ کپڑوں میں ملبوس خوشی سے اچھلتے کودتے پھر رہے ہیں اور جناب میرے پاس کھانے کو نہ خوراک ہے

اور نہ پہننے کو لباس ہے اور نہ پناہ لینے کو مجھے کوئی چھت ہی میسر ہے۔

لڑکے کی افسوسناک داستان سماعت فرما کر رحمت مجسم کی آنکھوں میں آنسو لڑیوں کی مانند بہنے لگے۔ کچھ توقف کے بعد آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ”میرے بچے! میں بھی بچپن میں اپنے والد اور والدہ سے مرحوم ہو چکا ہوں۔“ یہ الفاظ سنتے ہی لڑکے نے غور سے آنحضرت ﷺ کی جانب دیکھا اور آپ کو پہچان کر شرمندہ ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بڑی شفقت اور محبت سے کہا ”اگر میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ تمہاری ماں اور فاطمہ تمہاری بہن تو میرے بچے کیا تم خوش ہو جاؤ گے۔“ لڑکے نے فوراً ثبات میں سر ہلا دیا۔

آنحضرت ﷺ اس بچے کو گھر لے گئے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آواز دی اور فرمایا ”دیکھو تمہارا بیٹا ہے“ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھوں سے بچے کو نہلایا دھلایا۔ نیا لباس پہنایا اور کھانا کھلانے کے بعد کہا ”بیٹے! اب تم باہر جاؤ، دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلو اور پھر گھر واپس آ جاؤ۔ لڑکا خوشی سے اچھلتا کودتا عید گاہ میدان پہنچا۔ دوسرے لڑکے اس کی کایا پلٹ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس سے اس کی وجہ دریافت کی۔ لڑکے نے پوری تفصیل سے ساری صورتحال بیان کر دی۔ ایک لڑکا انتہائی غمگین آواز میں کہنے لگا۔ ”کتنا اچھا ہوتا اگر ہمارے والدین بھی اس لڑکے کے والدین کی طرح مر چکے ہوتے“

مفتی محمد حسام اللہ شریفی

## محسن اعظم، رحمت عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فخر موجودات، سید کونین، حاوی عالم، رسول خدا، محبوب کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیدائش ایسے وقت میں ہوئی جب لوگوں نے خدا کی کتابوں کو بدل لیا تھا۔ راستوں کے مقابلے میں راستے، منزلوں کے مقابلے میں منزلیں، عقیدوں کے مقابلے میں عقیدت گھڑ لئے تھے اپنے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے خانہ خدا کو بت خانہ بنا دیا تھا۔ جواء، شراب، بدکاری، چوری چکاری، قتل و خونریزی رسم زمانہ بن چکے تھے۔ آپ نے دنیا میں آکر فرمایا انسان اشرف المخلوقات ہے اسے اپنے سے کمتر کے سامنے نہیں جھکنا چاہیے۔ عظمت آدم کی معراج یہ ہے کہ فرشتے اس کے سامنے جھکیں نہ کہ وہ پتھروں کے سامنے جھکے۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت باسعادت تاریخ کا ایک معجزہ ہے آپ نے وہ سماجی عدل اور اخلاقی نظام پیش کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ دشمن بھی آپ کے صداقت، دیانت اور خوشی اخلاقی کی تعریف کرتے اور آپ کو صادق و امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جہلاء عرب میں پیدا ہوئے۔ یکاؤ تنہا ایک یتیم کی حیثیت سے بغیر کسی سیاسی و سماجی طاقت یا بیرونی امداد کے ایک عالمگیر تحریک چلائی وحشیوں کو مہذب بنایا، جاہلوں کو

عالم بنایا، جنگجوؤں کو تسلیم و رضا کا پیکر بنایا سرکشوں کا رام کیا بت پرستوں کو  
خدا پرست بنایا بکھرے ہوؤں کو یکجا کیا؟ ایک قوم، ایک ملت بنا کر دنیا کا  
حاکم، فاتح، عادل و رہنما، بنایا یہ معجزہ نہیں تو کیا ہے؟

آپ ﷺ نے جزیرہ نما عرب سے لا قانونیت ختم کر کے مضبوط  
مرکزی حکومت قائم کی جو آپس میں لڑتے تھے انہیں باہم شیر و شکر کر کے  
ملت واحد بنایا۔ وحشی قبیلوں کی جنگ و جدل ختم کروا کر انہیں مہذب بنا کر  
دنیا کی امانت و قیادت ان کے سپرد کر دی بغیر الہامی کتاب بلا کم و کاست  
بڑی دیانت و ذہانت سے دنیا کے سامنے پیش کر دی۔ آپ ﷺ کی  
احادیث علم بیان و معنی، فصاحت و بلاغت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر  
ہے۔ دعوت تبلیغ میں کسی غیر ملک قوم قبیلہ یا جماعت یا حصول اقتدار کیلئے  
کس سے مدد و طلب نہ کی بلکہ سے ہجرت کی، مدینہ آباد کیا، فتح مکہ کے بعد  
کسی سے بدلہ لیا نہ مدینہ چھوڑا۔ بلکہ حرم پاک کی حرمت بحال رکھنے کے  
لئے اپنا مرکز مدینہ منورہ ہی کو رکھا۔ مکہ جلال خداوندی اور مدینہ آستانہ  
رحمت محمدی ﷺ کی حیثیت سے مرجع خلائق ہوئے۔

آپ ﷺ کی ولادت ایسے دور میں ہوئی جب عربوں کو اپنی  
فصاحت، بلاغت اور شعر و شاعری پر ناز تھا۔ وہ اپنے علاوہ باقی دنیا کو عجمی  
یعنی گونگا سمجھتے تھے لیکن سرور کائنات، فخر موجودات صاحب خلق عظیم کا نطق  
قادر مطلق کی صناعتی کالازوال شاہکار تھا جن کے سامنے خود فصحاء عرب گنگ



تھے۔ آپ کلام میں شیرینی و دلنشین انداز میں گفتگو فرماتے کہ حاضرین و سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے۔ آپ ﷺ ہمیشہ مخاطب کی سطح عالمی کے مطابق گفتگو فرماتے بات کرتے تو پھول جھڑتے تھے آواز کی شیرینی مسحور کن تھی ایک ایک لفظ سے سوچ کے نئے دھارے ابھرتے معنی و مطالب کے چشمے پھوٹتے نسیم سحری کے جھونکے مشام دماغ کو مطہر کرتے۔

آپ ﷺ کی تبلیغ کا طریقہ پیارا اور اچھوتا تھا پہلے چالیس برس تک زبان بالکل خاموش رہی صرف عمل و کردار کے جوہر نمایاں کئے جس کا اثر یہ ہوا کہ جب آپ نے اعلان نبوت کیا تو صادق و امین کہنے والے جھٹلا نہ سکے صرف یہ کہا کہ ”ہمارے خداؤں کو برا نہ کہو“۔

خاموش تبلیغ کے بعد اظہار و اعلان کا وقت آیا سب سے پہلے اہل خانہ کو دعوت دی اس کا میابی کے بعد اہل خاندان کی باری آئی دعوت العشیر کا اہتمام کیا گیا اس محدود تبلیغ کے بعد مجمع عام میں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا اور آخر میں سلاطین کو دعوت دی گئی۔

جانوروں کو سدھارنا آسان ہے مگر بگڑے ہوئے انسانوں کو سدھارنا بہت مشکل ہے۔ انسان جب اپنے مقام سے گرتا ہے تو پتھروں کے سامنے جھک جاتا ہے اور جب خود سری پر آتا ہے تو خدا بن بیٹھتا ہے آپ ﷺ نے انسان کو شرف انسانی سے روشناس کروایا اور دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیا آپ کا آخری خطبہ حج الوداع حقوق انسانی کا چارٹر ہے جس پر عمل کرنے

سے رنگ و نسل، علاقائی و لسانی فرق مٹ جاتا ہے حبشہ کا بلالؓ فارس کا سلطانؓ روم کا صہیبؓ و مہاجر و انصار کے کالے گورے عربی و عجمی سب برابر نظر آتے ہیں۔ آج بھی پنجگانہ نماز جمعہ، عیدین اور حج کے اجتماعات اس کا روح پرور نظارہ پیش کرتے ہیں۔ آپ نے اصلاح احوال، پابندی عقائد، عبادات، خوف خدا اور انسانی ہمدردی کو روح تبلیغ قرار دیا۔ موٹے پیوندار کپڑوں سے ابتداء کی اور اسی لباس میں دنیا سے اٹھ گئے۔

وہ لوگ جنہوں نے تبلیغ اسلام میں تلوار کو نمایاں حیثیت دی ہے۔ غور کریں پہلی وحی میں قلم کا ذکر آیا ہے تلوار کا نہیں جب عقیدے کے مقابلے میں عقیدہ آتا ہے تو شدت پیدا ہو جاتی ہے کفار نے آپ پر ظلم کے پہاڑ توڑے، کوڑے اور گندگی کے علاوہ پتھروں کی بارش کی گئی لیکن آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر نہ جلال نہ ملال بلکہ ہر مصیبت و ظلم پر صبر غالب رہا اور دعا دیتے رہے کہ یہ تبلیغ کا انوکھا انداز تھا جب کفار کا ظلم ستم آپ کو تبلیغ سے باز نہ رکھ سکا نہ خوف ولا لچ کوئی لچک پیدا کر سکا تو چراغ زندگی ختم کرنے کی سازش ہونے لگی۔ اس وقت بھی آپ کی تلوار میان سے باہر نہیں آئی تبلیغ کا نیا انداز اور اچھوتا طریقہ تھا۔ اہل مدینہ آپ کے حسن عمل، سیرت و کردار اور طرز گفتار سے بے حد متاثر ہوئے اسلامی معاشرہ اور پہلی اسلامی مملکت قائم ہوئی جس کی بنیاد معاشرتی عدل و انصاف پر تھی اور انسانی ہمدردی، رواداری، خوش اخلاقی نے مدینہ کو جنت ارضی بنا دیا کیونکہ آپ خوب جانتے

تھے کہ دنیا کی ساری خوشیوں اور خوشحالی کا انحصار درست اخلاقی و معاشرتی نظام پر ہے۔ اگر سب لوگ اپنے اخلاقی فرائض کو پوری طرح ادا کریں تو حکومتوں کو جبری قانون بنانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اس لئے بہترین مذہب وہ ہے جو اپنے ماننے والوں کو اچھا نظام معاشرت اور بہتر ضابطہ اخلاق پیش کرے چنانچہ مدینہ کی مثالی مملکت میں جب اس کا عملی مظاہرہ کر کے دکھایا گیا تو یہی ریاست جنت ارضی نظر آنے لگی۔

فتح مکہ کے بعد ان دشمنوں سے جنہوں نے ان گنت ظلم کئے تھے ترک وطن، ہجرت پر مجبور کر دیا تھا بدلہ نہیں لیا بلکہ معافی کا اعلان کر کے ان کے دل موہ لئے جنگ یا جہاد کے دوران یہ حکم دے کر کہ کسی بیمار، ضعیف، بچے اور عورت پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ جہاد کو عبادت کا درجہ دے دیا کہ جنگ کا مقصد برائیوں کو روکنا کلمہ حق کو پھیلانا ہے لوٹ مار اور قتل و غارت گری نہیں نہ وسعت سلطنت کا بہانہ ہے بلکہ اس کا مقصد پیغام حق پہنچانا ہے۔

ایک مغربی دانشور کہتا ہے جس دین نے انتقام جنگ اور جھگڑوں کو نماز، روزہ، سے بدل دیا ہو اس کی تبلیغ کے لئے تلوار کی ضرورت کیا تھی بانی اسلام کا اخلاق ہی کافی تھا۔

ایک ہندو مورخ کہتا ہے ”کسی ایک انسان میں ایسی متضاد وصفات کبھی اکٹھی نہیں ہوتیں جتنی اس محسن انسانیت میں تھیں۔ آپ بادشاہ ایسے، کہ پورا ملک مٹھی میں بے بس ایسے کہ اپنے آپ کو بھی خدا کے قبضہ میں

جانا، دولت منت ایسے کہ ملکوں کے خزانے قدموں میں، غریب فاقہ کش ایسے کہ کئی کئی روز چولہا گرم نہ ہوتا تھا۔ اور اس پر بھی ”فقر میرا فخر ہے“ کانعرہ دروزن تھا۔ سپاہ سالار ایسے کہ مٹھی بھر نہتے جانثاروں سے صلح لشکر کے دانت کھٹے کر دیئے۔ صلح پسند ایسے کہ ہزاروں جانثاروں کی موجودگی میں صلح کے کاغذ پر دستخط کر دیئے۔ شجاع ایسے کہ ہزاروں کے مقابلے میں ڈٹ گئے نرم ایسے کہ اپنے ہاتھ سے کسی کا خون نہ بہایا۔ باخبر ایسے کہ عرب کے ذرے ذرے کی خبر ایک خدا کے سوا کسی کی یاد تک دل میں نہ ہو۔ انہوں نے اپنے دشمن کو چھیڑا نہیں، خدا کے دشمن کو چھوڑا نہیں، لوگوں کے گھروں پر غلام اور لونڈیاں اپنی بیٹی اپنے ہاتھ سے چکی پیستے، اس شہنشاہ کے دسترخوان پر کھجور، نمک، دودھ، شہد کے سوا کسی نے کچھ نہ دیکھا۔

آپ ﷺ کی تبلیغ نے ایسے ایسے جانثار پیدا کئے جن کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ آپ ایک لاکھ صحابہ کرام کی چلتی پھرتی یونیورسٹی تھی۔ جہاں سے مفکر، عالم، معلم، فلاسفر، منتظم، طبیب، موجد، سپہ سالار، فاتح، سیاستدان، پرہیزگار، عادل، درویش، مبلغ، مفسر، محدث نکلے اور دنیا پر چھا گئے۔ آپ کی تعلیم نے ایسے جانثار پیدا کئے کہ گھر کا سارا سامان خدا کی راہ میں پیش کر دیں اور جب پوچھا جائے کہ گھر پر کیا چھوڑ آئے تو دست بستہ عرض کریں۔

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس۔

سید صادق حسین نقوی

## صاحب خلق عظیم ﷺ

تمام مذاہب و ادیان میں بنیادی تصور عقیدہ اور فلسفہ حیات کے اختلافات کے باوجود ایک قدر مشترک ہے یعنی انسان کی فلاح اور اصلاح ہر مذہب و دین اور نظریے کی اصل غرض و غایت اور حقیقی مقصد انسان کی ملکی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور نیہمی جذبات و خواہشات کو قابو میں لا کر اعتدال پیدا کرنا ہے ہر بانی مذہب نے اپنے پیروکاروں کو اخلاقی تعلیمات کا درس دیا لیکن خود کس قدر اس کہے ہوئے پر عمل کیا یہ حقیقت انکشاف چاہتی ہے انبیاء کرام علیہم ہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے جو کہا اس پر خود بھی عامل رہے لیکن تاریخ انسانی ان کے مکمل حالات زندگی پیش کرنے سے قاصر ہے چشم فلک نے ایک ایسی ہستی کا نظارہ بھی کیا جو قول و فعل کے حسین امتزاج کے بام عروج پر نظر آتی ہے۔ انبیا سابقین جس کتاب ہدایت و اخلاق کا دیباچہ تحریر کرنے آئے اس مقدس ذات نے اس کتاب کے تمام ابواب کی تکمیل کر دی میہ ذات ستودہ صفات اس جماعت انبیاء و رسل کی نبوتوں کی تصدیق اور تعلیمات اخلاق کی تکمیل کرنے آئی تھی یہ وہ ہستی ہے جن کو عطا کردہ کتاب ہدایت کے بعد کوئی کتاب نہیں جن کے دین رحمت کے بعد کوئی دین نہیں جن کی امت کے بعد کوئی امت نہیں

اور جن کے بعد دوسرا کوئی نبی و رسول نہیں جو رحمۃ اللعالمین بھی ہیں اور محبوب رب العالمین بھی جن پر منہج نبوت و رسالت اختتام پذیر ہوا تو تعلیمات انبیاء، و رسل کے ایک اہم باب اخلاق کا بھی اتمام و اکمال ہوا۔

حدیث قدسی ہے اللہ کے اخلاق اپناؤ انسان یہ حکم پڑھ کر ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے کہ کہاں ہم حارث مخلوق اور کہاں وہ قدیم خالق جس کا مقدم ہمارے وہم و گمان اور عقل و شعور سے بعید اس ذات کے اخلاق کیسے اپنائیں اس سوال کا جواب ہمیں قرآن سے ملتا ہے ارشاد ربانی ہے ”بے شک رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے“ اگرچہ اسوہ حسنہ میں تمام محاسن و فضائل عروج پر نظر آتے ہیں لیکن آپ کا نمایاں وصف اوج اخلاق پر فائز ہوتا ہے دراصل اس کائنات ہست و بود میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا پر تو اور نمونہ اللہ تعالیٰ کے حبیب کبریا ﷺ ہیں تصوف میں محبت کا نقطہ کمال یہ ہے کہ جس سے محبت ہو جائے اسی کا رنگ اختیار کر لیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے رنگ کی مکمل تصویر نظر آتے ہیں۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اخلاق پر چلتی پھرتی برہان ہیں اس لئے ارشاد ہوتا ہے۔ ”جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی گویا جس نے آپ ﷺ کے اخلاق اپنائے اس نے بیشک اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنائے ارشاد ربانی ہے ”اے محبوب ﷺ بیشک آپ اخلاق

عالیہ پر فائز ہیں اللہ تعالیٰ ہر فعل عظیم ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا خلق چونکہ اللہ تعالیٰ کا خلق ہے اس لئے یہ بھی عظیم ٹھہرا۔ آپ ﷺ تمام اخلاق حسنہ پر فائق و فائز ہیں کوئی خلق اپنے تئیں حسن نہیں ہو سکتا جب تک در نبوت پسندیدگی کی سند عطا نہیں ہوتی۔ اور کوئی خلق بد نہیں ہوتا جب تک کا شانہ نبوت سے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں ہوتا گویا خلق اپنے سے حسن ہونے میں حضور اکرم ﷺ کا محتاج ہے۔ آپ کی حیات طیبہ قبل از اعلان نبوت بھی عرب کے جاہل بدوؤں میں مینارہ نور تھی وہ اپنی جاہلیت کے باوجود آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے قرآن پاک میں جتنے احکامات حلت و حرمت نازل ہوئے آپ پہلے بھی ان کے بارے میں اپنی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرما چکے تھے۔ شراب کی حرمت پر آیات بعد میں اتریں آپ نے اس سے قبل بھی کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا تھا ایمانداری کا حکم بعد میں نازل ہوا آپ ہمیشہ سے ایماندار اور امین تھے جھوٹوں پر لعنت کی آیت بعد میں نازل ہوتی ہے آپ نے پہلے بھی کبھی جھوٹ نہ بولا تھا آپ ﷺ کے خلق پر اپنوں بیگانوں سبھی نے شہادت دی آپ کا دشمن بھی آپ پر انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا آپ کی خلوت و جلوت کے ساتھی بھی آپ کے خلق پر شاہد عادل ہیں جب آپ ﷺ پر پہلی وحی ”اقرا“ نازل ہوئی تو یہ ایک ایسے انسان کو پڑھنے کا حکم تھا جو پڑھا ہوا نہیں بلکہ امی لقب ہے گویا کہا جا رہا ہے اے

انسان سے نہ پڑھنے والے مجھ اپنے رب سے پڑھ اس وقت آپ پر کپکپی طاری ہوگئی آپ اپنے گھر تشریف لائے تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی۔ ”خدا آپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا کیونکہ آپ قرابت داروں کا حق ادا کرتے ہیں قرض داروں کا قرض اتارتے ہیں غریبوں کی مدد کرتے ہیں مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں حق کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبتوں میں دوسرے کے کام آتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ میں معاشرتی اور انسانی قدروں کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہ الفاظ آپ کی حیات طیبہ کے اس دور سے متعلق ہیں جبکہ آپ نے ابھی اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا ابھی احکامات الہی نازل نہیں ہوئے یہ الفاظ عرب کی اس وقت کی اخلاقی گراوٹ اور انسانی قدروں کی پامالی کے دور میں روشنی کی چمکتی قندیلیں نظر آتے ہیں جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ کے حالات جاننے کے لئے اپنے بھائی کو آپ کے پاس بھیجا تو اس نے واپس جا کر یوں کہا کہ وہ تو صرف حسن اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ”آپ کا اخلاق قرآن تھا“ گویا جو قرآن نے کہا وہ آپ نے کہا اور جو آپ نے کہا وہی قرآن نے کہا آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ”میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں“ اس حدیث پاک



میں لفظ ”اتم“ قابل توجہ ہے حضرت آدم تا حضرت عیسیٰؑ سبھی نے اخلاقی تعلیم کا پرچار کیا لیکن کسی نے بھی اپنی بعثت کا تصدیکمیل اخلاق نہیں بتایا اس لئے کہ تکمیل کے ساتھ منہج نبوت اختتام کو پہنچ جاتا تمام انبیاء کرامؑ تبلیغ اخلاق کے لئے معبوث ہوئے اور اللہ کے حبیب کبریا ﷺ تکمیل اخلاق کے لئے تشریف لائے جس طرح آپ کی نبوت کے بعد ہر دعویٰ نبوت باطل ہے۔ اسی طرح آپ کی تعلیم اخلاق کے بعد ہر فلسفہ اخلاق ہیچ ہے گویا حلال محمد علیہ السلام کو اب قیامت تک کوئی حرام نہیں کر سکتا اور حرام محمدؐ کو کوئی حلال قرار نہیں دے سکتا۔ دنیا کا قاندر ہنما اور اخلاقی مصلح دوسروں کو تلقین اور وعظ و نصیحت کرتا نظر آتا ہے لیکن ان کی اپنی زندگی کے بے شمار گوشے دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہیں ان میں مبلغ تو نظر آئیں گے لیکن عامل کوئی نہیں یہ اعزاز ہے عبداللہ کے در یتیم اور حضرت آمنہؓ کے لخت جگر کا کہ وہ جو فرماتے ہیں اس پر پہلے خود عامل ہوتے ہیں بلکہ دوسروں سے زیادہ عمل کرتے ہیں اس کے ساتھ یہ اعلان بھی فرماتے ہیں ”تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عامل نہیں ہو“ کائنات کے اس عظیم معلم اخلاق کا یہ حکم تھا کہ میرے ہر قول اور عمل کو ایک دوسرے تک پہنچا دو مخرمان راز کو اجازت تھی کہ مجھے خلوت میں جو کرتے دیکھو اسے جلوت میں براملا بیان کر دو حجروں اور کوٹھڑیوں میں جو کہتے سناو اسے چھتوں پر چڑھ کر لوگوں کو سنا دو ہر خطبے میں آپ کا یہی اعلان ہوتا ”آگاہ ہو جاؤ جو بھی یہاں حاضر ہے اور میری بات سن رہا ہے وہ غائب کو

اپنا سنا ہوا پہنچا دے ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جو ہر نقص و عیب سے پاک ہو اور انسان کامل ہو ایک صحابی آپ کی ہر بات تحریر کر لیتے دوسرے صحابہ نے انہیں منع فرمایا کہ آپ ﷺ کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی رنج و غصہ کی حالت میں لہذا تم ہر بات نہ لکھا کرو انہوں نے اس بات کا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے فرمایا لکھنو! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے حق کے علاوہ کچھ نکلتا ہی نہیں آپ نے اپنے دین مبارک کی طرف اشارہ فرمایا یہ بات بھی ہر نقص و عیب سے منزہ انسان ہی کہہ سکتا ہے۔ اخلاقی معلم کے کمال کی یہ شرط بھی اہم ہے کہ اس کی تعلیم پر تاثیر ہو دوسروں کو بھی اپنے فیض سے بہرہ مند کر سکے یعنی خود بھی کامل ہو اور ناقصوں کو بھی کامل بناتا ہو خود پاک ہو اور دوسرے ناپاکوں کو بھی تزکیہ کر کے پاک و صاف کر دے۔

سید انجم شکیل گیلانی

## محمد ﷺ

ربیع الاول کا مہینہ رحمتوں اور سعادتوں کا مہینہ ہے۔ اسی مہینے میں خدا کی سب سے بڑی رحمت کا ظہور ہوا اسی مہینے میں نسل انسانی کو نعمت غیر مترقبہ سے سرفراز فرمایا گیا۔ اسی مہینے میں ضلالت اور گمراہی کی تاریکیاں حق کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ اسی مہینے میں رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جس کی ہدایت کی روشنی تمام عالموں کو منور کرنے والی تھی۔ اسی مہینے میں خدا کے اس برگزیدہ رسول کی پیدائش ہوئی جو سارے انبیاء علیہم السلام کے سر تاج ہیں۔

میں اس مختصر مضمون میں رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارک کی ایک خصوصیت آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ تمام عالم کے لئے قیامت تک رسول ہیں۔

دنیا کے سب سے زاہد پیغمبر حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا کمال یہ ہے کہ وہ بیک وقت زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ جس کی حیات طیبہ تمام انسانوں کی رہبری کرے وہی سارے عالم کے لئے رسول ہے۔ ہمارے رسول اکرم ﷺ سارے عالم کے لئے رحمت بن کر آئے اور تمام عالموں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجے گئے۔ ساری کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کا طرہ امتیاز خلق

عظیم ہے۔ چونکہ آپ ﷺ سارے عالم کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے اس لئے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کسی خاص جماعت، کسی خاص قوم، کسی خاص ملک، کسی خاص زمانے کے لئے خاص نہ تھی بلکہ آپ ﷺ سارے عالموں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے آپ ﷺ کی زندگی کو بھی تمام عالم کے لئے اسوۂ حسنہ ٹھہرایا گیا۔

انسان جب کسی شعبہ حیات میں قدم رکھتا ہے تو اس کی فطری خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس نے زندگی کے جس شعبے کو اختیار کیا ہے، اس کے سامنے اس میں کوئی اچھا نمونہ ہوتا کہ وہ اسے دیکھ کر اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکے۔

سرور عالم ﷺ کی سیرت مبارک کو کمال یہ ہے کہ دنیا کا ہر فرد اپنی حیثیت کے مطابق آپ ﷺ کی زندگی کی روشنی میں اپنی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے، اس لئے کہ ادب و اخلاق کا کوئی سبق ایسا نہیں جو ہمیں آپ کی حیات طیبہ میں نہ ملتا ہو۔

اب میں آپ کے سامنے حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارک کے بے شمار پہلوؤں میں سے چند پہلو اجمالی طور پر پیش کرتا ہوں جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ پیغمبر ﷺ کی سیرت طیبہ میں جامعیت اور عمل کے جو درجے ہم کو ملتے ہیں دنیا کی تاریخ ان کو پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مثلاً تجارت ہی کو لیجئے ایک تاجر کا روبرو انسان کی زندگی کا سب

سے بڑا اوصاف یہ ہے کہ وہ حسن معاملہ کا خوگر اور ایفائے عہد کا پابند ہو۔ اگر کسی تاجر کی زندگی میں یہ دو وصف مقصود ہوں تو وہ کبھی اچھا تاجر نہیں بن سکتا۔

عبداللہ ابن ابی الصما ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبوت سے پہلے میں نے رسول اکرم ﷺ سے کوئی تجارتی معاملہ کیا تھا، ابھی وہ معاملہ پورے طور پر طے نہیں ہوا تھا کہ میں کسی ضرورت سے یہ وعدہ کر کے چلا آیا کہ میں ابھی آتا ہوں، اتفاقاً تین دن تک مجھے اپنا یہ وعدہ یاد نہ آیا۔ تیسرے روز جب مجھے اپنا وعدہ یاد آیا تو میں اس جگہ پہنچا جہاں میں نے آپ ﷺ کو اپنا منتظر بنایا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ میرا اسی طرح انتظار فرما رہے تھے۔ میری اس پیمان شکنی اور نقض عہد پر بغیر کسی ناراضی کے ارشاد فرمایا تم نے مجھے زحمت دی میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا منتظر ہوں۔ حسن معاملہ اور ایفائے عہد کی یہ مثال ہے جو سارے تاجروں اور اہل معاملہ کے لئے ایک بہترین مثال ہے۔

ایک حاکم اور عہدیدار کی زندگی میں سب سے بڑا جوہر انصاف ہے جو اس کے اور اس کے ماتحتوں کے تعلقات کو شگفتہ بنا سکتا ہے۔ انصاف فی نفسہ ایک مشکل امر ہے۔ خصوصاً اپنے محسنوں، دولت مندوں اور خود اپنے مقابلے میں تو بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انصاف کے ان نازک ترین مرحلوں سے گزر کر تمام دنیا کے حاکموں، عہدہ

داروں کے لئے بہترین شاہراہ قائم فرمائی۔

لکہ فتح ہونے کے بعد عرب میں صرف طائف باقی رہ گیا تھا جو فتح نہیں ہوا۔ مسلمان بیس روز تک طائف کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے، مگر طائف کا محاصرہ کیا اور طائف والوں کو اتنا مجبور کیا کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گئے۔ صحر نے اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی۔ جب طائف اسلام کے ماتحت آ گیا تو مغیرہ بن شعبہ کو طائف کے رہنے والے تھے، آنحضرت ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں۔ صحر نے میری پھوپھی پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے، میری پھوپھی صحر سے واپس دلائی جائے۔ اس کے بعد بنو سلیم آئے اور انہوں نے کہا صحر نے ہمارے چشموں پر قبضہ کر رکھا ہے ہمارے چشموں کو واپس دلا یا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ صحر نے ہم پر احسان کیا ہے لیکن احسان کے مقابلے میں انصاف کا دامن کبھی نہیں چھوٹ سکتا۔ اسی وقت آپ ﷺ نے صحر کو حکم دیا کہ مغیرہ کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو اور بنو سلیم کے پانی کے چشمے واپس کر دو۔

یہ وہ عدل و انصاف تھا جو آپ ﷺ نے اپنے محسنوں کے مقابلے میں چھوڑا۔ خاندان مخزوم کی ایک دولت مند خاتون نے ایک مرتبہ چوری کی، چوری کی سزا اسلام میں ہاتھ کاٹ ڈالنا ہے، ان خاندان کی خاندانی وجاہت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ یہ خاتون سزا سے بچ

جائیں۔ لوگوں نے حضرت اسامہ کو، جن سے آنحضرت ﷺ کو بے حد  
 محبت تھی۔ اس پر مجبور کیا کہ وہ ان کی سفارش حضور ﷺ سے  
 کریں۔ حضرت اسامہ نے آپ ﷺ سے معافی کے لئے عرض کیا تو  
 چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: اسامہ! کیا تم حدود الہی میں سفارش  
 کرتے ہو، سنو! اگر عیاذ باللہ فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتیں، تو میں ان کو  
 بھی سزا دیتا، بنی اسرائیل صرف اس وجہ سے تباہ ہو گئے کہ وہ غریبوں پر حد  
 جاری کرتے تھے اور امیروں سے درگزر کرتے تھے۔

یہ ہے وہ انصاف جو آپ نے دولت مندوں اور صاحبان و جاہت  
 کے مقابلے میں چھوڑا۔

اعجاز الحق قدوسی

## عہد نبوی ﷺ میں مسلم خواتین کا کردار

مالک وارض وسمانے آدم کو حوا کے ساتھ زمین پر اتارا، دونوں کو مقصد زندگی کی سوج بوجھ عطا کی تاکہ دونوں مل کر زندگی کا بوجھ اٹھائیں اور زندگی کی گاڑی ٹھیک ٹھاک چل سکے۔

عہد رسالت سے قبل قدیم عرب معاشرے اور یورپ و ایشیاء کی تاریخ کا اگر جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابن آدم نے عورت کو عضو معطل بنا کر زندگی کو اس کے لئے عذاب بنا دیا تھا اس کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا اور اسے ذلیل اور پست درجے کی مخلوق سمجھا جاتا تھا عرب قبائل میں لڑکی کا ہونا ننگ و عار تھا۔ بہر حال اس وقت ارض الہی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا کہ جہاں صنف نازک کے حقوق بے دردی سے پامال نہ کئے جا رہے ہوں۔

اللہ رحمن اور رحیم نے فخر کائنات حضور ﷺ کو نبوت کے منصب عظیم سے سرفراز کیا اور آپ ﷺ نے دنیا کے ظلم و ستم اور حق تلفیوں کو ختم کر کے تمام مظلوموں کو ان کے حقوق دلوائے انصاف کا پرچم بلند کیا اور زندگی کے ہر موڑ پر لحاظ و مروت کا حکم دیا کبھی ماں کی نسبت سے عورت کو آسمانوں سے بھی بلند درجہ دیا اور کبھی بیٹی کی نسبت سے فرمایا کہ جس شخص



نے اپنی دو بیٹیوں کی پرورش اچھی طرح کی اور پھر شادی کر دی وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

اس طرح اسلام نے عورت کے ظلم سے بھرے دامن کو انصاف و عزت سے پر کیا اور پھر عورت نے بھی دنیائے اسلام میں اپنے عظیم کرداروں سے تاریخ کو سنہری حروف میں تابندہ کیا خواتین عہد نبوی میں تعلیمی اور بعض تمدنی سرگرمیوں میں مردوں سے بھی سبقت کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ یہ خواتین مکے کی تلخ اور آزمائشی زندگی میں بھی اسلام کے راستے پر اس قافلہ خیر میں شامل ہوئیں اور بعض وہ بھی ہیں جو مدینے کے راستوں پر آپ کے نقش قدم تلاش کرتی ہجرت کے مراحل سے گزریں اور اس قافلے میں وہ خواتین بھی ہیں جو مدینے میں میزبانی کا حق ادا کرنے والوں میں شامل ہوئیں اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہو کر مدینہ نبوت سے علم کی پیاس بجھائی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی خاتون آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ تھیں جو اسلام کے راستے پر حق آپ کی ہم رکاب بنیں۔ آزمائش اور مشکلات میں آپ کو تسلی دی گھر کا اطمینان و سکون دیا اور ایک عظیم المرتب شخص کی بیوی ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اپنا سارا مال و متاع رہ خدا میں خرچ کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ ایک مال دار تاجر خاتون تھی جو اپنا مال ایمان دار لوگوں کو

تجارتی و فود کی شکل میں بھیج کر فروخت کراتی تھیں۔ اور تجارتی قافلے ملکوں ملکوں جا کر ان کی تجارت کو فروغ دیتے تھے اللہ کے نبین نے ان کے اس کام پر کوئی قدغن نہ لگائی لیکن بار نبوت اور بڑھتی ہوئی مصروفیات نے انہیں اس کام سے بھی غنی کر دیا۔

ام المومنین حضور ﷺ کے بچوں کی ماں بنیں۔ آپ کی بیٹیاں، آپ کے زیر سایہ رہیں اور ان کو ایسی اعلیٰ تربیت سے ہمکنار کیا کہ وہ تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ جن خواتین نے اسلام لا کر مکی زندگی میں اذیتیں اٹھائیں اور جن عورتوں نے انصاریہ بن کر مسلمانوں کی لازوال تاریخ مرتب کی وہ دنیا کی عظیم ترین عورتیں ہیں ان کا ذکر قرآن میں صالحات کہہ کر کیا گیا اور ان سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوئے دعوت اسلام کے ساتھ عورت پر علم کے دروازے کھل گئے کا شانہ نبوت علم و آگہی کا مرکز تھا اس مدار سے سے علم قرآن و حدیث حاصل کرنے والے صرف مرد ہی نہیں تھے بلکہ ان کے گھروں کی عورتیں بھی تھیں جو جب چاہتی تھیں باریابی کی اجازت کے ساتھ اپنے مسائل و علم کے حصول اور دیگر معاملات کے لئے حاضر خدمت ہوتیں۔

فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کی پرورش میں حصہ لیا اور ماں بن کر اپنا کردار ادا کیا ابتدائی دور نبوت میں ہی وہ آپ پر ایمان لے آئیں تھی فاطمہ بنت اسد کو یہ

اعزاز حاصل ہے انہوں نے احادیث حفظ کیں اور روایت بھی کیں تقریباً  
46 احادیث مبارکہ کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمائیں۔

جو خواتین بارگاہ نبوت سے استفادہ میں آگے تھیں انہی کو یہ مقام  
حاصل ہو سکتا تھا علم و فضل میں وہ اتنی آگے تھیں کہ خود نبی ﷺ ان کی بے  
حد تعظیم فرماتے تھے ان کی وفات پر آپ نے اپنی چادر مبارکہ کا کفن دیا اور ان  
کے لئے رحمتوں کی دعائیں فرمائیں یہاں تک کہ صحابہ کو ان پر رشک ہوا۔

اسی زمرے میں صحابہ ام سلیم جن کا لقب (رمیضاء یا غمیضاء) ہے دربار  
نبوت سے زندگی بھر وابستہ رہیں نبی کریم ﷺ کی محبت، اطاعت اور  
رضامندی کی اتنی طلب گار تھیں کہ اپنے بیٹے حضرت انسؓ کو جب کہ وہ 10 سال  
کے تھے آپ کی خدمت میں لے آئیں یہ وہ زمانہ تھا جب آپ مدینے میں  
تشریف لے آتے تھے آپ نے انسؓ کو قبول فرمایا اور ان کی کنیت ابو حمزہ رکھی۔

ام سلیم اس وقت ایمان کی دولت سے مستفیض ہوئیں جب آپ  
ابھی مکہ ہی میں تھے پھر جب آپ مدینے تشریف لائے تو ام سلیم بیعت  
کے لئے حاضر ہوئیں ان کے شوہر ان کے قبول اسلام کے زبردست  
مخالف تھے جب وہ ان سے مایوس ہو گئے تو شام کی طرف چلے گئے جہاں  
ان کے ایک دشمن نے ان کو قتل کر دیا ام سلیم کی عمر اس وقت کم تھی انس  
دودھ پیتے بچے تھے لیکن آپ نے دوسری شادی نہ کی لیکن جب انس جوان  
ہو گئے تو ابو طلحہ انصاری نے جو اس وقت مشرک تھے شادی کا پیغام دیا ام

سلیم نے انہیں دعوت سلام دی اور پھر وہ اس دعوت سے اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کر لیا اور اسی قبول اسلام کو ام سلیم نے مہر کی حیثیت سے قبول کیا اور ان کے نکاح میں آگئیں ام سلیم نے بچپن سے حضرت انسؓ کی تعلیم و تربیت کی اور حضور ﷺ کی خدمت کے لیے مقرر کر دیا ان کا صبر، تحمل، قوت ایمان، کمال یقین اور توکل علی اللہ میں بڑا اونچا تھا نبی کریم ﷺ اپنا لطف و کرم ان کے ساتھ خاص رکھتے اور ان کے اپنے اہل بیت کا درجہ دیتے تھے۔ آپ نے حضرت ام سلیم کے لئے اس قدر کثرت سے دعائیں کیں کہ ام سلیم خود فرماتی ہیں میں اس سے زیادہ کا خیال بھی نہیں کرتی حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے ام سلیم حضور ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں جب آپ غزوہ خیبر کے لئے نکلے تو ام سلیم بھی مجاہدین کا اجر حاصل کرنے نکل پڑیں جنگ حنین میں انہوں نے نے ایک خنجر کمر سے باندھ رکھا تھا ام سلیم غزوات میں پامردی سے لڑیں اور غزوہ احد میں شہید ہوئیں ان کا شمار اہل علم خواتین میں ہوتا ہے ابن عبدالبر فرماتے ہیں ام سلیم بڑی عقلمند عورتوں میں سے تھیں امام نووی ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بڑی فاضلہ صحابیات سے تھیں۔

انس بن مالکؓ جن کی عمر رسول کریم کی قربت میں گزری آپ کے والدہ کے درجات بھی اسی کوچہ عز و وقار میں بلند ہوئے۔

بارگاہ رسالت میں جہاں علماء و فضلاء شہداء اور عظیم المرتبت صحابہ کا

ایک مجمع نظر آتا ہے وہاں خواتین کو بھی بلند مقام حاصل رہا ہے اسلام نے عورتوں کو سوچنے سمجھنے اور علم حاصل کرنے کے لئے مواقع عطا کئے اور کسی طور پر اپنے علم و فضل اور اعطاعت رسول میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں۔

عورت کو اسلام نے کمال انسانی کی انتہا اور زندگی کی بلندیوں اور قدر و منزلت کی عظمت تک پہنچایا اور بلند کیا کیونکہ وہ معاشرے کا قومی حصہ ہے دعوت الی اللہ میں مرد کی مددگار اور بے مثال اطاعت کا نمونہ رہیں ہے نعمت ایمان سے بہرہ مند ہونے والی جو خواتین اپنی بہادرانہ صفات کی وجہ سے مشہور ہوئیں ان میں اسماء بنت ابوبکرؓ ہیں جو حضرت عبداللہؓ کی والدہ اور حضرت زبیر بن عوام کی رفیقہ حیات ہیں وہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی ہمیشہ ہیں اسلام کے اولین دور میں اولین سترہ آدمیوں کے ساتھ اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔

آج سیرت نبویؐ کا مطالعہ کرتے ہوئے دربار رسالت سے وابستہ خواتین کی سیرت و کردار، عقل و فہم، علمیت و درجات کی بلندی ہی ہمیں معاشرے میں پھیلی ہوئی ابتری کو دور کرنے کے لئے مشعل راہ دکھائی دیتی ہے آج کی تعلیم یافتہ عورت اگر دنیاوی آرائشوں میں گھری ہوئی بے خاماں عورت کو ماڈل بنانے کی بجائے سیرت رسولؐ کی روشنی سے منوران ہستیوں کو اپنی راہنما بنالے تو راستے کے سارے پتھر دور ہو جائیں اور دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے کیونکہ عورت ہی معاشرے کی اصلاح کا قرض ہے۔

سیدہ نازہت یا سمین

## خاتم المرسلین ﷺ کا فیض قرآن و سنت

### کی روشنی میں

- 1- جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔ (ترمذی)
- 2- سب سے بڑھیا نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ (مسلم)
- 3- تم اس عورت کی طرف نہ ہو جاؤ جس نے پہلے تو سوت گاتا پھر خود ہی اس کو پارہ پارہ کر دیا۔ (القرآن)
- 4- جو قبروں پر جانا چاہے وہ جاسکتا ہے کیونکہ قبر پر آنا جانا ہمیں آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (مسلم)
- 5- جائیدادیں بنانے میں منہمک نہ ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ کہیں دنیا ہی میں پھنس کر رہ جاؤ۔ (ترمذی)
- 6- اے اللہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ (بخاری و مسلم)
- 7- بدترین حاکم وہ ہے جو اپنی رعیت پر سختی کرتا ہو۔ (بخاری و مسلم)
- 8- اللہ تعالیٰ تمہارے لئے نرمی اور آسانی چاہتا ہے، سختی اور تنگی نہیں چاہتا۔ (القرآن)
- 9- اسی آدمی کے ساتھ حشر میں ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)
- 10- پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت

اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (بخاری و مسلم)

11۔ جو اپنے رب کے سامنے اس کے ڈر سے کھڑا کانپتا رہا ہوگا اس کے لئے دو باغ ہوں گے۔

12۔ زمین پر چلنے یا ریگننے والا کوئی جانور ایسا نہیں جس کے رزق کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ نہ لیا ہو۔ (القرآن)

13۔ اللہ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو کسی پر خرچ کر تو تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ (بخاری)

14۔ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ سے کوئی شے پوشیدہ و خفیہ نہیں۔ (القرآن)

15۔ رشتہ و قرابت کو منقطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

16۔ جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں بہتر اور بڑھتا ہوا پاؤ گے۔ (بخاری و مسلم)

17۔ ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے نہ اس کے لئے کسی کی شفاعت مانی جائے گی۔ (القرآن)

18۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تہد کو ازراہ تکبر لٹکانے والے کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

19۔ صبر اور نماز سے مدد لو اور سہارا لو، اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ (القرآن)

20- آسانیاں فراہم کرو، دشواریاں نہیں، خوشخبری سناؤ نفرت نہ دلاؤ۔

(بخاری و مسلم)

21- جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت

کی۔ (القرآن)

22- تم اللہ سے حسن ظن رکھتے ہوئے مرو۔ (مسلم)

23- کوئی بھی نبی ایسے نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (بخاری)

24- عاجز وہ ہے جو اپنے آپ کو اور اپنی خواہشات کو تابع اور غلام بنائے

اور اللہ سے امیدیں باندھے۔

25- شدت اور سختی کرنے والے تباہ و برباد ہو گئے یہ الفاظ آپ ﷺ

نے تین مرتبہ فرمائے۔ (مسلم)

26- جو صبر کرے اور معاف کر دے یہ بات بڑی ہی ہمت و عزیمت کی

ہے۔ (القرآن)

27- بے شک اللہ عدل و احسان اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا حکم

فرماتے ہیں۔

28- اگر تم اللہ کی مدد میں لگے رہے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور قدم جمائے

رکھے گا۔ (القرآن)

29- اللہ آنکھوں کی چوری اور سینہ میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ (القرآن)

30- اونچے درجے کا جہاد ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے انصاف و حق کی



بات کہنا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

31۔ کسی آدمی کے اسلام کا حسن و خوبی یہ ہے کہ وہ لغو و بے کار اور فضول

باتوں سے اجتناب کرے۔ (ترمذی)

32۔ صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا بدلہ بے حد و حساب ملے گا۔ (القرآن)

33۔ قیامت کے دن تم میں سے مجھ سے نزدیک تر وہ ہوگا جو کثرت سے

مجھ پر درود بھیجتا رہا ہوگا۔ (ترمذی)

34۔ وہ شخص جنت نہ جائے گا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ رہے۔

35۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یا ذوالجلال والا کرام) کثرت سے پڑھا

کرو۔ (ترمذی)

36۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے۔ (بخاری و مسلم)

37۔ جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح کو آگاہ کر دیتے ہیں

اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

38۔ سب اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

39۔ رسول اللہ ﷺ نے جاندار کو نشانہ بازی کیلئے باندھنے کی ممانعت

فرمائی ہے۔

40۔ اللہ کی راہ میں دن کا پہلا اور آخری حصہ گزار دینا دنیا و مافیاء سے بہتر

ہے۔ (بخاری و مسلم)

عامر جاوید خان

## محسنِ انسانیت..... محمد ﷺ

محسنِ انسانیت ﷺ کی آمد سے قبل پوری دنیا شرک و بدعت، کفر و جہالت اور گمراہی معصیت و نافرمانی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا، عورتوں اور غلاموں کو جانوروں سے بدتر سمجھا جاتا ایک خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کی جاتی، خدا کے گھر خانہ کعبہ میں 360 بت اس مقصد کیلئے رکھے ہوئے تھے۔ مرد و عورت خانہ کعبہ کا برہنہ طواف کرتے تھے، فسق و فجور اور بدکاریوں پر ندامت و شرمندگی کی بجائے اس پر فخر کیا جاتا، شراب نوشی اور قمار بازی ان کا پسندیدہ و محبوب مشغلہ تھا، حسب و نسب پر تفاخر کیا جاتا، انتقام اور کینہ وری کو وصف اور خوبی سمجھا جاتا، بغض و عداوت میں کوئی عار نہ ہوتی بتوں کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر کھا لیا جاتا، ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کو کمتر اور ذلیل سمجھتا، گھڑ دوڑ پر بازی لگائی جاتی، سودی لین دین عام تھا معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے صدیوں چلتے گویا کہ دنیا بتا ہی کے دھانے پر پہنچ چکی تھی ان حالات میں محسنِ انسانیت ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور عبد اللہ کے گھر سے طلوع ہونے والے آفتاب و ماہتاب

کی ”ضوء فشنائی“ سے پوری دنیا فیض یاب ہونے لگی، آپ ﷺ کی آمد ایک ایسی نعمت عظیمہ سے تعبیر کیا ہے۔ آپ ﷺ سر اپا رشد و ہدایت اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے کامل نمونہ ہیں، آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ میں دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی مضمر ہے آپ ﷺ ابر رحمت بن کر آئے اور انسان کو کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر توحید و رسالت ﷺ کی روشنی سے منور و روشن کر دیا۔ آپ ﷺ نے انسانیت سے گری ہوئی ایسی قوم میں ایک مثالی زندگی گزاری کہ جن کی بد اعمالیوں کی وجہ سے کوئی ان پر حکومت کرنا اپنے لئے عیب اور توہین سمجھتا تھا نبوت سے قبل ہی آپ ﷺ کو بلند اخلاق، اعلیٰ کردار، پاکیزہ و نورانی صفات کی وجہ سے صادق و امین کے لقب سے پکارا جانے لگا لوگ آپ ﷺ کے پاس امانتیں رکھواتے، معاملات کے فیصلے آپ ﷺ سے کرائے جاتے لیکن جب آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور ان کو بت پرستی ترک کرنے، فسق و فجور اور معصیتوں کے کاموں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے اور آپ ﷺ کی رسالت پر گواہی دینے اور ایمان لانے کے بارے میں کہا گیا تو یہی قوم جو آپ ﷺ کی پاک دامنی اور صدق امانت کی قسمیں کھانے والی تھی وہی آپ ﷺ کے خلاف ہو گئی، پھر آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے جانے لگے آپ ﷺ کو ہر

طرح تنگ کرتے ہوئے ستایا جانے لگا۔ طائف کے میدانوں میں آپ ﷺ کو توحید کی دعوت دینے کی پاداش میں پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا ہے، آپ ﷺ پر گندگی پھینکی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کو مجنون و دیوانہ اور جادو گر تک کہا گیا لیکن آپ ﷺ نے اس سب ظلم و تشدد کے باوجود ان کے لئے کبھی بددعا نہ کی بلکہ ہمیشہ ان کی ہدایت ہی کی دعا کی، آپ ﷺ کو احد کے میدان میں زخمی کیا گیا پیارے چچا سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑے دیکھنے کو ملے، آپ ﷺ کے جاٹا ر صحابہ کرامؓ کو ظلم تشدد کا نشانہ بنایا گیا، حضرت بلالؓ اور خبابؓ کو گرم ریت اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا اس سب کے باوجود محسن انسانیت، رحمت دو عالم ﷺ نے اپنے مشن کو زندہ رکھا مکہ کے لوگوں نے ظلم و تشدد کی انتہا کر دی تو آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف خدا تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر جاتے ہیں۔

پھر چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جب آپ ﷺ کو نکالا جاتا ہے لیکن یہ کیسا انقلاب..... نہ تو قتل عام کیا جا رہا ہے اور نہ ہی فتح کا جشن منایا جا رہا ہے، فتح کا نشہ اور تکبر و غرور نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، آپ ﷺ اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے عاجزی و انکساری کے ساتھ اس قدر جھکے ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرے انور سواری کی پشت پر جھکا ہوا ہے مکہ سے نکالنے والے خوف زدہ ہیں کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ

کیا سلوک کرتے ہیں اور انتقام کا کون سا طریقہ اختیار کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے سب کے لئے عام معافی کا اعلان کر کے سب کو حیران کر دیا، ہر کسی کو امان مل رہی ہے جو بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اس نے اپنے آپ کو مامون پایا۔ آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ جو بیت اللہ میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے اور جو ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوا اس کی بھی جان بخشی اور امان ہے۔ پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں بڑے بڑے دشمن اپنے کفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہوئے نظر آنے لگے جو فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے انتقام کے خوف سے بھاگ رہے تھے وہ بھی آپ ﷺ کی رحمی و کریمی اور معافی کے معاملہ کو دیکھ اور سن کر واپس آرہے ہیں۔ بڑے بڑے دشمن جنہوں نے آپ ﷺ کو ستایا اور صحابہ کرامؓ پر مظالم کئے تھے وہ بھی سراپا شرمندگی و ندامت بنے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر نور اسلام سے اپنے آپ کو منور کر رہے تھے اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ کو شہید کرنے والے وحشی حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندو اور ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لاتے ہوئے اپنے آپ کو دولت اسلام سے سرشار کر کے ”صحابیت“ کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو جاتے ہیں، حضور ﷺ بیت اللہ میں داخل ہو کر 360 بتوں کو توڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا کلمہ بلند کرتے، حق

کے آجانے اور باطل کے مٹ جانے کا اعلان کرتے ہیں مکہ کی گلیوں میں ایمان لانے کی پاداش میں ظلم و تشدد کا نشانہ بننے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حکم سے خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی و کبریائی اور حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان کرتے ہیں مورخین اسلام نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے اس سنہری گوشہ کو بھی عالم آشکار کیا جب آپ ﷺ نے سوالا کھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع عام میں آخری خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ لوگو، آج انتقامی جذبات کے شعلے ختم ہو رہے ہیں انتقامی خون باطل کر دیا گیا، حضور ﷺ نے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو، ایک دوسرے کے قاتلوں کو معاف کرو، اس کی ابتداء میں اپنے بھتیجے ربیعہ بن حارث کا خون معاف کر رہا ہوں، لوگو، اللہ ایک ہے کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ لوگو، اللہ سے ڈرو، لوگو! جس چیز کو خدا نے حلال کیا وہ حلال، جس چیز کو حرام کیا وہ حرام ہے، لوگو، تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور ان کے لئے تم پر حق ہے کہ تمہاری عزت سے نہ کھیلیں، عورتوں کو خیانت کرنے پر سزا دے سکتے ہو، اگر عورتیں تمہاری تابعدار ہو جائیں تو انہیں اچھا کھلاؤ، اچھا پہناؤ، میں عورتوں سے متعلق تمہیں بھلائی کی تاکید کرتا ہوں..... لوگو، تمہارا رب ایک تمہارا باپ ایک، تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے اچھا وہ ہے جو تم سب زیادہ متقی ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی برتری و فضیلت

حاصل نہیں، حاضرین میری باتوں کو غیر حاضر لوگوں تک پہنچادیں۔  
 ارشاد فرمایا، لوگو! جاہلیت کے سود مٹائے جاتے ہیں زمانہ جاہلیت کے  
 آثار ختم کیے جاتے ہیں، لوگو، قتل عمد پر قصاص ہے، جاہلیت کے سودی لین  
 دین اور کاروبار آج باطل کئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا  
 عباس کا سودی بیوپار توڑتا ہوں، حضور ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ  
 کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم  
 کیا کہو گے، صحابہ کرام نے جواب میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول  
 ﷺ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خدا کا پیغام صرف پہنچایا ہی  
 نہیں بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا، آپ ﷺ نے انگشت شہادت اٹھا  
 کرتین بار فرمایا کہ اے اللہ تم گواہ رہنا.....

حضور ﷺ کا اخلاق حسنہ اور روشن اوصاف

حضور ﷺ سب سے زیادہ شجاع و بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے  
 بردبادی، قوت برداشت، قدرت پا کر معاف کر دینا، مشکلات و مصائب میں  
 صبر کرنا ایسے اوصاف تھے کہ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی  
 تربیت کی تھی آپ ﷺ سب سے زیادہ حیا دار تھے، آپ ﷺ کی نگاہ کسی  
 چہرہ پر نہ ٹھہرتی تھی، اپنے ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہ لیتے تھے، یہاں  
 تک کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے کفار کی ایک قوم کے بارے میں بدعا کرنے  
 کے لئے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رحمت بن کر آیا ہوں عذاب بن کر نہیں

آیا، آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کئے گئے، طائف میں آپ ﷺ کو پتھر مار کر لہو لہان کیا گیا مگر اس وقت بھی آپ ﷺ نے ان کے لئے ہدایت و مغفرت کی دعا فرمائی۔ جب کبھی آپ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا فوراً عطا فرماتے، جب آپ ﷺ کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ نے اس میں سے آسان کام کو اختیار کیا تاکہ امت کے لئے سہولت ہو، آپ ﷺ نے کسی کھانے میں کبھی عیب نہیں نکالا، البتہ اگر مرغوب ہوتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے، آپ ﷺ تکبیر (ٹیک) لگا کر نہ کھاتے تھے، شہد اور تمام شیریں چیزوں کو طبعاً پسند فرماتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے جانے تک کبھی آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے گھر والوں نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی آپ ﷺ کے گھر والوں پر دو مہینے اس طرح گزر جاتے تھے کہ چولہے میں آگ جلانے کی نوبت تک نہ آتی تھی آپ ﷺ اپنا جوتا خودی لیتے اور کپڑے میں پیوند لگا لیتے تھے، اپنے گھر والوں کے کاموں میں مدد کرتے اور مریضوں کی عیادت کرتے تھے جب کوئی شخص آپ ﷺ کو دعوت دیتا خواہ امیر ہوتا یا مفلس اس کے یہاں تشریف لے جاتے کسی مفلس کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہ جانتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے اس کی مالدار کی وجہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ سواری پر اپنے پیچھے اپنے غلام وغیرہ کو سوار کر لیتے تھے موٹے کپڑے پہنتے تھے سفید کپڑے آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھے۔ آپ ﷺ غیض و غضب



سے دور تھے اور سب کے ساتھ جلد راضی ہو جاتے تھے، ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جو دو سخا کے پیکر تھے شجاعت و بہادری اور دلیری میں بھی آپ ﷺ کا مقام سب سے بلند اور معروف ہے آپ ﷺ سب سے زیادہ بہادر اور دلیر تھے، نہایت ہی مشکل حالات اور کٹھن مراحل و مواقع پر جبکہ بڑے بڑے جانباز اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے آپ ﷺ اپنی جگہ پر برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بجائے جرات و بہادری کے ساتھ آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جب زور کارن پڑتا اور جنگ کے شعلے خوب روشن ہوتے اور بھڑک اٹھتے تو حضور ﷺ کی آڑ لیا کرتے تھے، حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا لوگ شور کی طرف دوڑے راستہ میں حضور ﷺ واپس آتے ہوئے ملے، آپ ﷺ لوگوں سے پہلے آواز کی جانب پہنچ کر خطرہ کے مقام کا جائزہ لے چکے تھے، اس وقت آپ ﷺ حضرت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے گردن مبارک میں تلوار جمائل کر رکھی تھی اور فرما رہے تھے ڈرو نہیں یعنی کوئی خطرہ نہیں، حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے، آپ ﷺ سب سے زیادہ عادل، پاک دامن، معاملات میں کھرے اور قول و فعل میں سچے تھے۔

مجیب الرحمن انقلابی

## اخلاق نبوی ﷺ پر قرآن مجید کی گواہی

قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیرت کے اخلاقی پہلو اپنے بلیغ انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ چند آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”البتہ آپ ﷺ عظیم خلق (بڑے پسندیدہ اخلاق) کے مالک ہیں۔“ (القلم 4:68)

”لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور ایمان لانے والوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔“

(توبہ 9:129)

”اے محمد ﷺ! اللہ کی رحمت یہ ہے کہ آپ کی افتاد طبع (ان لوگوں) کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اگر آپ بدخوا اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ پس ان کو معاف کر دیجئے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت مانگیئے اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کیجئے۔“ (آل عمران 3:109)

عرب کے بدو اور گنوار لوگ بات چیت کے عام آداب سے واقف

نہ تھے۔ رسول خدا سے بلند آواز سے باتیں کرتے اور وقت بے وقت آپ ﷺ کو پکار کر حجروں سے باہر بلا لیتے۔ رسول اکرم کی طبیعت ان حرکتوں سے مکدر ہوتی تھی لیکن آپ خلق حسنہ کی وجہ سے لوگوں سے کچھ نہ کہتے۔ اس حال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیات نازل ہوئیں کہ لوگ اپنی آواز کو رسول اللہ کی آواز سے اونچا نہ کیا کریں اور حجروں کے باہر سے پکار کر بلانے کے بجائے آپ ﷺ کے خود بخود باہر آنے کا انتظار کر لیا کریں۔“ (سورۃ الحجرات 46:2 تا 5)

”اور اے محمد! ہم نے آپ کو جملہ جہانوں اور عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“ (الانبیاء 21:107)

”البتہ تمہارے لئے رسول خدا کے اخلاق و اطوار میں نہایت اچھا نمونہ ہے۔“ (الاحزاب 33:21)

حاصل مطالعہ: مجاہد خادم

## خطبہ حجۃ الوداع

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول ﷺ کو جس مقصد کی خاطر زمین کے پردے پر بھیجا تھا جب وہ انجام پاچکا تو اطلاع آئی کہ تمہارا کام پورا ہو چکا اب تم خدا کے پاس واپسی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سورہ نصر، اسی واقعے کی خبر ہے۔ ذیقعدہ 10ھ میں ہر طرف منادی ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کے ارادے سے مکہ معظمہ تشریف لے جائیں گے یہ خبر دفعتاً پورے عرب میں پھیل گئی اور سارا عرب ساتھ چلنے کے لئے امنڈ آیا۔ ذیقعدہ کی 26 تاریخ کو آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور چادر اور تہمد باندھی اور ظہر کی نماز کے بعد مدینے سے باہر نکلے۔ مدینے سے چھ میل پر ذوالعلیفہ کے مقام پر رات گزاری اور دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے یہ الفاظ فرمائے جو آج تک ہر حاجی کا ترانہ ہے۔ (ترجمہ)

اے خدا، ہم تیرے لئے حاضر ہیں

اے خدا، ہم تیرے لئے حاضر ہیں

تیرا کوئی شریک نہیں

یقیناً تمام تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے

بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں

حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں جہاں تک نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمیوں کا اجتماع نظر آتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ لبیک فرماتے تھے تو اس کے ساتھ کم و بیش ایک لاکھ آدمیوں کی زبان میں یہی نعرہ بلند ہوتا تھا اور دفعتاً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی جوابی آواز سے گونج اٹھتی تھیں۔ اس طرح منزل بہ منزل آپ ﷺ آگے بڑھتے چلے یہاں تک کہ اتوار کے روز ذوالحجہ کی 5 تاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر آیا تو فرمایا اے خدا، اس گھر کو عزت اور شرف دے۔ کعبہ کا طوائف کیا، مقام ابراہیم علیہ السلام میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا:

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے، وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے کوئی خدا نہیں، مگر وہی اکیلا خدا، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اے بندے کی مدد کی اور اکیلے سارے جتھوں کو شکست دی۔“

عمرے سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے دوسرے صحابیوں کو احرام کھول دینے کی ہدایت فرمائی۔ اسی وقت حضرت علی مرتضیٰؓ یمنی حاجیوں کے ساتھ مکہ پہنچے جمعرات کے روز آٹھویں ذوالحجہ کو آپ ﷺ نے

سارے مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا۔ دوسرے دن نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ عرفات آ کر ٹھہرے، دوپیر ڈھل گئی تو قصویٰ پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور اسی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے حج کا خطبہ دیا۔

آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کے سارے بے ہودہ مراسم مٹا دیئے گئے آپ ﷺ نے فرمایا:

”ہاں! جاہلیت کے سارے رسم و رواج میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں“

عرب کی زمین ہمیشہ انتقام کے خون سے رنگین رہتی تھی آج عرب کی نہ ختم ہونے والی آپ کی لڑائیوں کے سلسلے کو توڑا جاتا ہے اور اس کیلئے نبوت کا منادی سب سے پہلے اپنے خاندان کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

”جاہلیت کے سارے خون کے بدلے ختم کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے انتقامی خون کے بدلہ لینے حق چھوڑتا ہوں (یعنی دشمن کو معاف کرتا ہوں)۔“

”جاہلیت کے سود مٹا دیئے گئے اور سب سے پہلا سود جس کو میں مٹاتا ہوں وہ اپنے خاندان کا یعنی عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔“

”عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو، تمہارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تم پر ہے“

عورتوں کے بعد انسانوں کا سب سے مظلوم طبقہ غلاموں کا تھا آج اس کے انصاف پائے کا دن آیا ہے فرمایا، ”تمہارے غلام، ان کے حق میں انصاف کرو، جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنوا ان کو پہناؤ۔“

”آپس میں تمہاری جان اور تمہارا مال ایک دوسرے کے لئے قیامت تک اتنا ہی عزت کے قابل ہے جتنا آج کا دن اس پاک مہینے میں اور اس پاک شہر میں۔“ امن و امان کی اس منادی میں سب سے پہلی چیز اس دینی برادری کا وجود ہے۔ جس میں قبیلوں اور خاندانوں کے رشتوں سے بڑھ کر عرب کے سارے قبیلوں بلکہ دنیا کے سارے انسانوں میں اسلامی برادری کا رشتہ جوڑ دیا۔ ارشاد ہوا!

”ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“

”ہاں! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی بڑائی نہیں تم سب ایک آدم کے بیٹے اور آدم مٹی سے بنا تھا۔“ اس کے بعد چند اصولی قانون کا اعلان فرمایا گیا۔

- 1- خدانے ہر حق دار کو (وراثت کی رو سے) اس کا حق دیا ہے۔ اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔
- 2- لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، زنا کار کے لئے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمے ہے۔

3- ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دینا جائز نہیں۔

4- قرض دار کو قرض ادا کیا جائے عاریتاً لیا ہوا مال واپس کیا جائے، ہنگامی عطیے واپس کئے جائیں۔ جو ضامن بنے وہ تاوان کا ذمے دار ہو۔

”میں تم میں ایک چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو پھر کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ خدا کی کتاب ہے۔“ یہ فرما کر آپ ﷺ نے مجمع کی طرف خطاب کیا، ”تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟“

ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی ”ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔“ یہ سن کر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا۔ ”اے خدا تو گواہ رہ۔“ عین اس وقت جب آپ ﷺ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے، خدا کی بارگاہ سے یہ بشارت آئی (ترجمہ)

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کے دین کو چن لیا۔“

(سورہ مائدہ)

خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلالؓ نے اذان دی اور حضرت



صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی۔ کیسا عجیب منظر تھا کہ آج سے 22 برس پہلے جب محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خدا کی پرستش کی دعوت دی تو محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور ان کے چند ساتھیوں کے سوا کوئی گردن خدا کے آگے خم نہ تھی اور آج سے 22 برس کے بعد محمد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک لاکھ گردنیں خدا کے حضور میں جھکی تھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر ناقہ پر سوار مسلمانوں کے ساتھ موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلے کی طرف منہ کئے ہوئے دعا و زاری میں مصروف رہے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا تو چلنے کی تیاری کی۔ دفعتاً ایک لاکھ آدمیوں کے سمندر میں تلاطم برپا ہو گیا آپ آگے بڑھتے جاتے تھے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے، زبان سے فرماتے جاتے تھے

”لوگو، امن اور سکون کے ساتھ، لوگو! امن اور سکون کے ساتھ“

مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا کہ سارا قافلہ مزدلفہ کے مقام پر پہنچا، یہاں پہلے مغرب پھر فوراً عشاء کی نماز ادا ہوئی۔

صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر قافلہ آگے بڑھا، جاں نثار دائیں بائیں تھے۔ اہل ضرورت اپنی اپنی ضرورت کے مسئلے پوچھ رہے تھے۔ اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کے جواب دیتے جاتے تھے۔ حمزہ پہنچ کر کنکریاں پھینکیں اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا:

”مذہب میں خدا کی مقرر کی ہوئی حدود سے آگے نہ بڑھنا تم سے

پہلی تو میں اسی سے برباد ہوئیں۔“

اسی درمیان میں یہ فقرہ بھی فرمایا جس سے وداع و رخصت کا اشارہ

ملتا تھا۔ ”حج کے مسئلے سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ پھر حج کر سکوں گا۔“

یہاں سے نکل کر اب منیٰ میں تشریف لائے داہنے بائیں، آگے پیچھے

مسلمانوں کا ہجوم تھا مہاجرین قبلہ کے داہنے انصار بائیں اور بیچ میں عام

مسلمانوں کی صفیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ ناقہ پر سوار تھے آپ ﷺ نے

آنکھیں اٹھا کر اس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو نبوت کے تیس سال کے

کارنامے نگاہوں کے سامنے تھے۔ زمین سے آسمان تک قبول اور اعتراف کا نور

پھیلا تھا اب ایک نئی شریعت، ایک نئے نظام اور ایک نئے عہد کا آغاز تھا۔ اسی

عالم میں محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے یہ فقرے ادا ہوئے۔

”ہاں! اللہ نے آسمان اور زمین کو جب پیدا کیا تھا آج زمانہ پھر پھر اگر

اسی فطرت پر آگیا تمہاری جانیں اور تمہاری ملکیتیں آپس میں ایک دوسرے

کے لئے ویسی ہی عزت کے قابل ہیں جیسے آج کا دن اس عزت کے مہینے

میں اور اس عزت والی آبادی میں، ہاں دیکھنا! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود

ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم

سے تمہارے کاموں کی بابت پوچھے گا، اگر تم پر ایک کالا غلام بھی سردار بنا دیا

جائے جو تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کا کہا ماننا۔

علامہ جی اے قریشی

## رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بحیثیت معلم انسانیت

میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیات سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے رسول اللہ کی بعثت کے چار مقاصد واضح ہوتے ہیں، پہلا اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، یعنی اللہ کا کلام (پیغام) بعدیہ لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ دوسرا اس کلام (پیغام) کی تشریح کرنا۔ جس کی دو صورتیں ہیں ایک قولی اور دوسری عملی۔ تیسرا مقصد حکمت کی تعلیم دینا۔ یعنی لوگوں میں یہ صلاحیت پیدا کرنا کہ ان کے اعمال صحیح رخ پر یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو جائیں۔ چوتھا تزکیہ کرنا یعنی انسانوں کی ذہنی تربیت اس انداز سے کرنا کہ ان کے جذبات مناسب حدود میں آجائیں۔ جس کے نتیجے میں ان میں اچھی خصلتیں مثلاً سخاوت، ایثار، صداقت وغیرہ پیدا ہو جائیں۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اصول تعلیم بھی تقریباً وہی تھے۔ جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے تھے، ان اصولوں پر علامہ شبلی نعمانی نے امام رازی اور ابن رشد کے حوالے سے جو روشنی ڈالی ہے وہ مختصر طور پر یہ ہے کہ (۱) انبیاء کا مقصد عوام و خواص دونوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہوتا ہے، لیکن چونکہ عوام کے

مقابلے میں خواص کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اس لئے انبیاء کا لوگوں سے خطاب کرنا اس انداز سے ہوتا ہے کہ وہ کم سے کم فہم و ادراک رکھنے والے ذہن میں بھی آسکے۔ البتہ ان کی گفتگو میں ایسے اشارات بھی ہوتے ہیں جن کو صرف خواص یعنی بلند عقل و شعور رکھنے والے لوگ ہی سمجھ سکیں۔

2۔ انبیائے کرام لوگوں سے ان کی اس عقل و فہم کے مطابق بات کرتے ہیں جو پیدائشی طور پر اکثر افراد میں پائی جاتی ہے۔

۳۔ انبیاء کی تعلیم کا مقصد لوگوں کے اخلاق درست کرنا اور ان کے نفس کا تزکیہ کرنا ہوتا ہے، انبیاء اس کائنات میں رونما ہونے والے حادثات، واقعات اور سائنسی مسائل سے بحث نہیں کرتے۔ ان باتوں کو اگر کہیں بیان کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت کے ذکر کے سلسلے میں کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں چاند کی منازل سورج کی رفتار، آسمانوں اور زمینوں کے طبقات بارش کے نزول وغیرہ کا جہاں بھی ذکر آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رسومات یکسر نہیں بدلتے بلکہ پہلے پورے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں جو بات اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف نظر آتی ہے اس کو بالکل بدل دیتے ہیں اور جو اس کے حکم کے مطابق ہوتی ہے اس کو باقی رکھتے ہیں۔ اور جو باتیں کچھ خلاف اور کچھ مطابق ہوں ان میں ترمیم و تبدیلی کر کے انہیں حکم کے مطابق بنا دیتے ہیں۔

4۔ انبیاء لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی مصلحتیں نہیں سمجھاتے بلکہ صرف

یہ بتاتے ہیں کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور اس پر اجر دیتا ہے اور فلاں چیز سے ناخوش ہوتا ہے اور اس پر سزا دیتا ہے۔<sup>مصلحتیں</sup> سمجھانے کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔

5۔ انبیاء پر جو شریعت نازل ہوتی ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک دو عقائد جن کی تعلیم تمام انبیاء یکساں دیتے آئے ہیں۔ دوسرے وہ احکام جو خاص خاص قوموں اور ملکوں کے لحاظ سے بذلتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ چونکہ تمام قوموں کی طرف اور قیامت تک کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں لہذا آپ کے احکام ان عام اصولوں کے تحت ہیں جو تمام انسانوں کے لئے قیامت تک کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور جن کی روشنی میں وقت اور جگہ کے لحاظ سے اجتہاد کر کے ہر آنے والے مسئلے کا حل معلوم کیا جاسکتا ہے۔

معلم انسانیت کی تعلیم کے مختلف پہلو

رسول اللہ ﷺ دین کی تعلیم دو طریقوں سے دیتے تھے۔ ایک اپنے ارشادات کے ذریعے اور دوسرے اپنے عمل کے ذریعے مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔ یعنی اس طریق پر عمل کریں جس طرح وہ اپنے رسول ﷺ کو کرتے دیکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (آپ کہہ دیجئے کہ اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا)

آپ ﷺ کی تعلیم مختلف طریقوں سے ہوتی تھی۔ عام طور پر آپ مجلس میں بیٹھ کر لوگوں سے باتیں کرتے اور اس طرح ان کی تعلیم ہوتی۔ کبھی ﷺ نے طلب العلم فریضة علی کل مسلم (علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے)

فروع علم کے لئے رسول اللہ کا اہتمام

غزوہ بدر میں قریش کے بعض لوگ قیدی بن کر آئے۔ ان کے متعلقین ان کی رہائی کے لئے مالی فدیہ لے کر آئے۔ اگرچہ اس وقت مسلمانوں کو سخت مالی مشکلات کا سامنا تھا۔ پھر بھی رسول اللہ نے مالی فدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فدیے کے طور پر ہر قیدی کے ذمہ یہ لگایا کہ وہ دس مسلمانوں کو لکھنا سکھائے۔ فروع علم کے لئے رسول ﷺ کا یہ انوکھا اقدام تھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

حصول علم کے لئے دیگر اسلام محرکات

قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں براہ راست ہدایات کے علاوہ حصول علم کے لئے محرکات بھی ہیں ان میں ایک محرک مسلمانوں کے لئے یہ ہدایت ہے کہ وہ دنیا میں سیروسیاحت کر کے ان قوموں کے انجام سے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جھٹلایا تھا عبرت حاصل کریں۔ ایک محرک مسلمانوں کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے دشمنوں اور اللہ کے دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے جتنی زیادہ قوت اور سامان جنگ فراہم کر سکیں

کریں۔ یہ حکم جنگی صنعتوں اور ان سے متعلقہ سائنسی علوم کے حصول کے لئے ایک اہم محرک ہے۔

آیات قرآنی میں کائنات میں مظاہر قدرت کے بار بار حوالے مثلاً چاند کی مختلف منزلوں کا ذکر، ہر چیز کو ایک خاص نسبت سے پیدا کرنے کا بیان، سورج اور چاند کے خاص خاص دائروں میں حرکت کرنے کا ذکر ہر چیز کے جوڑے پیدا کرنے کا بیان، یہ سب چیزیں سائنسی تحقیقات کے لئے محرکات کا کام دیتی ہیں۔ نماز، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ کے احکام بھی سائنسی مطالعے کے محرکات کا کام دیتے ہیں۔ نماز کے اوقات اور سمت قبلہ معلوم کرنے کے لئے مسلمانوں کو سورج اور ستاروں کا ارتفاع اور اپنے علاقے کا طول بلد معلوم کرنا پڑتا ہے۔ خراج، عشر اور غنیمت کے سلسلے میں رسول اللہ کی ہدایت بھی حصول علم کے لئے ایک محرک ثابت ہوئیں۔ ان مدوں سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کے حساب کتاب کے لئے ریاضی کا علم حاصل کرنا ضروری تھا۔ ورثے کی تقسیم بھی جس کے متعلق قرآن کریم نے واضح احکام دیئے ہیں علم الحساب کے لئے ایک محرک ثابت ہوئی۔

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز بھٹو

## نبی آخر الزمان ﷺ کی تعلیمات

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے بانی حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ایک عالمگیر اور دائمی نمونہ پیش کرتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے پیغامات تھے جو حضور نبی کریم ﷺ دنیا کو دینے تشریف لائے اور کیا ”پیغام“ دے کر دنیا سے تشریف لے گئے۔

ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے پیغام آتے رہے۔ مگر جو پیغام محمد ﷺ کے ذریعے آیا وہ ”عالمگیر اور دائمی“ ہو کر آیا۔ اس کے لئے وہ جب سے آیا اب تک پوری طرح محفوظ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا کیونکہ اس پیغام کے بعد پھر کوئی نیا پیغام نہیں آنے والا ہے۔ اللہ رب العزت نے کسی پیغام کے لئے یہ نہیں کہا کہ اس کی تکمیل ہو چکی اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری میرے ذمہ ہے مگر ”اسلام“ اور پیغام محمدی ﷺ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ اس کی تکمیل ہو چکی اور میں اس کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خدا نے جو پیغام محمد رسول ﷺ کے ذریعے دنیا میں بھیجا وہ خدا کا آخری پیغام ہے اور خود خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ پیغام محمدی دنیا میں خدا کا پہلا اور آخری



پیغام جو کالے، گورے، عرب، عجم، ہندی، چینی و پاکستانی، ترکی، افریقی سب کے لئے عام ہے۔ جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا ”رب للعالمین“ تمام دنیا کے لئے ”رحمت“۔

اسی مناسبت سے اس کا پیغام بھی تمام دنیا کے لئے ”پیغام“ ہے۔ ہر مذہب کے دو جز ہیں ایک کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور دوسرے کا انسان کے باقی جسم اور مال و دولت سے۔

جس کا تعلق دل سے ہے اس کو ایمان اور دوسرے کو عمل کہتے ہیں۔

- 1- عمل کے تین حصے ہیں۔ ایک خدا کے متعلق جس کو ”عبادت“ کہتے ہیں۔
- 2- دوسرا انسان کے باہمی کاروبار سے متعلق جس کو ”معاملات“ کہتے ہیں۔
- 3- تیسرا انسان کے باہمی تعلقات اور روابط اس کو ”اخلاق“ کہتے ہیں۔

”اعتمادات“، ”عبادات“، ”معاملات“ اور ”اخلاق“ یہی چار اجزا مذہب کی تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ توحید کے بعد رسالت کا درجہ ہے۔ رسالت اور نبوت کی حقیقت انبیاء کرام کی حیثیت انسانی، ان کی معصومیت، جزا و سزا، دوزخ و جنت، قیامت و حیات کے متعلق پیغام محمد ﷺ سے پہلے تمام پیغامات خالی ہیں۔

تورات میں قربانی کی طویل بحث اور کچھ آداب کا ذکر ملتا ہے روزوں کا بھی ذکر آیا ہے لیکن یہ تمام چیزیں اس قدر دھندلی ہیں کہ ان پر لوگوں کی نظر نہیں پڑتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے انکار کی طرف مائل ہیں

نہ تو عبادات کی تقسیم نہ ان کے طریقے و آداب ہی بتائے گئے۔

زبور کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اسلامی دعائیں اور مناجات تو موجود ہیں مگر عبادات کے طریقے، اوقات اور دیگر شرائط کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ اس کے برعکس پیغام محمدی ﷺ میں ہر چیز صاف اور نمایاں ہیں۔ نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ۔ ان کے آداب و شرائط، عبادات کے طریقے، خدا کے ذکر اور اس کی دعائیں، نماز کے اوقات، روزے کا احترام۔ غرض ہر وہ تعلیم جو روح کی غذا ہیں اور جو دل کی گرہیں کھولتی ہیں، مذہب کی روح کو مجسم کرتی ہیں۔ وہ پیغام محمدی ﷺ میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔

عمل کا دوسرا حصہ معاملات سے متعلق ہے۔ حضرت موسیٰ کے پیغام میں بڑی حد تک قائم رکھا ہے لیکن ان قوانین کی سختی کم کر دی ہے۔ ایک قومی قانون کے تنگ دائرے سے نکال کر اس کو عالمگیر قانون کی حیثیت دے دی۔

طلاق وغیرہ کے متعلق انجیل میں دو ایک احکام البتہ موجود ہیں۔ مملکت اور معاشرت کے قوانین کی ضرورتوں کو پورا نہیں کر پاتی۔ اسی طرح عیسائی قوموں کو یہ چیزیں بت پرست یونانی اور رومی قوموں سے قرض لینی پڑیں۔

پیغام محمدی ﷺ نے ان میں سے ہر ایک حصہ کو پوری نکتہ سنجی اور

باریک بینی کے ساتھ تکمیل کو پہنچایا۔

اسلامی تعلیمات کے وسیع دفتر کو اگر ہم دو مختصر لفظوں میں ادا کرنا چاہیں تو ان کو ایمان اور عمل صالح کے دو لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

ایمان اور عمل یہی دو چیزیں ہیں جو ہر قسم کے پیغام محمدی ﷺ پر حاوی ہیں اور قرآن پاک میں انہی دونوں پر انسانی نجات کا دارومدار ہے۔ قرآن میں بیسیوں جگہ آیا ہے کہ فلاح اور کامیابی صرف ایمان اور عمل صالح پر موقوف ہے۔ پیغام محمدی کے ذریعے سے جو بنیادی مسئلہ سامنے آیا وہ کائنات اور مخلوقات الہی میں انسانیت کا درجہ ہے اور یہی توحید کی جڑ ہے۔ اسلام سے پہلے انسان اکثر مخلوقات الہی سے اپنے کو کم رتبہ کا خیال کرتا تھا۔ اسی لئے وہ پتھر، سورج، دریا و دودھ دیتی گائے، آگ کی پوجا کرتا اور اس کے آگے اپنی عبودیت کا سر جھکاتا تھا۔

محمد ﷺ نے آ کر دنیا کو پیغام دیا کہ اے لوگو! یہ تمام چیزیں تمہاری آقا نہیں بلکہ تم ان کے آقا ہو۔ وہ تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ تم اس ساری کائنات میں خدا کے نائب اور خلیفہ ہو۔ اسی مناسبت اور خلافت نے آدم اور اولاد آدم کو سب مخلوقات میں عزت اور بزرگی بخشی۔

محمد ﷺ کا دوسرا اور بنیادی پیغام یہ ہے کہ انسان اصل خلقت میں پاک اور بیگناہ ہے اس کی فطرت کی لوح بالکل سادہ اور بے نقش ہے۔ یہ حضرت انسان خود ہے جو اپنے اچھے برے عمل سے فرشتہ یا شیطان یعنی

بے گناہ یا گنہگار بن جاتا ہے۔

دوسرے مذاہب نے انسان کے ہر عمل کو دوسرے عمل کا نتیجہ بتا کر اس کو مجبور کر دیا اور اس کی ہر زندگی کو دوسری زندگی کے ہاتھوں میں دے دیا۔ عیسائی مذہب نے بھی انسانیت کے اس بوجھ کو کم نہیں کیا بلکہ اور بڑھایا۔ بقول ان کے ہر انسان اپنے باپ آدم کی گناہ کاریوں کے سبب موروٹی گناہ گار ہے خواہ اس نے ذاتی طور سے کوئی گناہ نہ کیا ہو، اس لئے انسانوں کی بخشش کے لئے ایک غیر انسان کی ضرورت ہے جو موروٹی گنہگار نہ ہوتا کہ وہ اپنی جان دے کر بنی نوع انسان کے لئے کفارہ ہو جائے۔

حضرت محمد ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر غمزہ انسانوں کو یہ خوشخبری دی ”نہ تم اپنی پہلی زندگی اور کم کے ہاتھو مجبور ہو اور نہ اپنے باپ آدم کے گناہ کے باعث ”فطری گناہ گار“ بلکہ تم فطرتاً پاک و صاف اور بے عیب ہو۔ اب تم خود اپنے عمل سے خواہ اپنی صفاتی اور پاکی کو برقرار رکھو یا ناپاک بن جاؤ۔ ظہور محمدی ﷺ سے پہلے دنیا کی یہ کل آبادی مختلف گھرانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے سے نا آشنا تھے۔ زردشت خاک پاک ایران کی پاک زمین کے سوا اور کہیں خدا کی آواز نہیں سنتا تھا۔

بنی اسرائیل اپنے خاندان سے باہر کسی رسول اور نبی کی بعثت اور

ظہور کا حق نہیں سمجھتے تھے۔ یہ پیغام محمد ﷺ ہی ہے جس نے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہر طرف اللہ کی آواز سنائی اور بتایا کہ خدا کی رہنمائی کے لئے ملک قوم اور زبان کی تخصیص نہیں۔

رسول مقبول ﷺ کا پیغام ہی یہ ہے کہ ساری دنیا خدا کی مخلوق ہے اور خدا کی نعمتوں میں ساری قومیں اور نسلیں برابر کی شریک ہیں۔ انسانوں کی تعلیم و تربیت و ہدایت کے لئے جو مقدس ہستیاں وقتاً فوقتاً آتی رہیں ان کے متعلق ابتداء سے قوموں میں حد درجہ عقیدت مندی کی افراط و تفریط رہی۔ افراط یہ تھی کہ نادانوں نے ان کو خود خدا یا خدا کا مثل یا خدا کا روپ ٹھہرایا۔

اسلام نے اس منصب عظیم کی صحیح حیثیت مقرر کی اور بتایا کہ انبیاء نہ خدا ہیں، نہ خدا کی مثل۔ نہ خدا کے بیٹے اور رشتہ دار ہیں۔ وہ آدمی ہیں اور محض آدمی۔ آخری پیغمبر نے خود اپنے لئے کہا ہے میں بشر ہوں۔ لوگ اس پر تعجب کرتے اور کہتے (کیا بشر رسول؟)

اسلام نے کہا ”ہاں“ کہہ دو..... اے پیغمبر! میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں۔“ اسلام میں نجات کا مدار دو چیزوں پر ہے (1) ایمان اور (2) عمل صالح

ڈاکٹر سید محمود اللہ نور

## سلام

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی  
 سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی  
 سلام اے ظل رحمانی، سلام اے نور یزدانی  
 ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی  
 سلام اے سر وحدت، اے سراج بزم ایمانی  
 زہے بہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی  
 تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں  
 شریک حال قسمت ہو گیا پھر فصلِ ربانی  
 سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم، انسان کو سکھلائے  
 یہی اعمال پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی  
 تیری صورت، تیری سیرت تیرا نقشہ تیرا جلوہ  
 تبسم، گفتگو، بندہ نوازی خندہ پیشانی

الگ فُقْرَةُ فُخْرِي رتبه ہے تیری قناعت کا  
 مگر قدموں تلے ہے ختر کسرائی و خاقانی  
 زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا  
 بیت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی  
 زمین کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے  
 تیرے پرتو سے مل جا تیرا اک ذرے کو تابانی  
 حفیظ بے نواز بھی ہے گدائے کوچہ الفت  
 عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی  
 ترا در ہو مرا سر ہو مرا دل ہو تیرا گھر ہو  
 تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طورانی  
 سلام! اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے  
 سلام! اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

ابوالاثر حفیظ جالندی (مرحوم)

---

# عبرت نامه



## عبرت نامہ

صورِ چدم ملک پھونکتا جائے گا  
 ہر گناہگار اس وقت تھرا جائے گا  
 زندگی کو غنیمت بشر جان توں      چند دن واسطے یہاں مہمان توں  
 قبر کے واسطے کرے ساماں توں      موت آئے اچانک ہو حیران توں  
 پھر توں سوئے عدم کو چلا جائے گا  
 کوچ دنیاے فانی سے کر جائے گا  
 صورِ جسدِ ملک پھونکتا جائے گا

اتنی دنیا توں پیاری نہ کر مہرباں      طرف مسجد نہ آئے توں سن کر اذیاں  
 ہے تخیل تیرا رہوں دائم یہاں      چھوڑیہ خیال آخر ہے جانا وہاں  
 مال و دولت تیرا ساتھ نہ جائے گا  
 جو کمائے گا نیکی وہ لے جائے گا  
 صورِ جسدِ ملک پھونکتا جائے گا

آج تجھ کو نہیں یاد ہے وہ گھڑی  
جان کنڈنی کی گھاتی ہے مشکل بڑی  
اقرباً پاس ہونگے تیرے اس گھڑی  
مگر جان کی ہوگی تجھ کو پڑی

ان کی لینے مدد توں نہیں پائے گا  
روح قبض کر فرشتہ چلا جائے گا  
صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

یار دوست تیرے جو ہیں تجھ پہ فدا  
رکھ کے تختے پہ وہ تجھ کو دینگے نہلا  
اُس وقت دیکھ لیں آخری منہ تیرا  
چار پائی پہ پھر تجھ کو دیں گے لٹا

اک کفن صرف تجھ کو دیا جائے گا  
کیا پتہ وہ بھی پائے یا نہ پائے گا  
صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

پڑھ جنازہ تیرا مسلمان خاص و عام  
اس طرف لے چلیں جو ہے صلی مقام  
قبر میں دفن کر دیں تجھے نیک نام  
ہو ہوا بند دنیا کی جائے تمام

اور توں زیر زمین کے سما جائے گا  
خاک کے ڈھیر نیچے توں آجائے گا  
صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

آکر منکر نکیر کہے مَنْ رَبُّكَ  
 اور پوچھیں گے اے بندہ جلدی بتا  
 تجھ کو زندہ کریں گے بحکم خدا  
 آگ کی گرزوں کو ہاتھ میں لے اٹھا  
 دیکھ کر ان کی صورت توں گھبرا جائے گا  
 ہکا بکا اسی وقت ہو جائے گا  
 صورِ جسم ملک پھونکتا جائے گا

جس کا ہے امتی اس کا ہے نام کیا؟  
 اور ہم کون ہیں یہ بھی تو دے بتا؟  
 رب تیرا کون ہے دین کیا ہے تیرا؟  
 ورنہ گرزوں سے ہم تجھ کو دیں گے سزا  
 گر گناہگار ہے تو نہ بتلائے گا  
 عذاب اسی وقت بے انتہا پائے گا  
 صورِ جسم ملک پھونکتا جائے گا

سخت اتنا عذاب اسی پہ کر دیں عطاء  
 گونا گوں وہ سزا پائے بے انتہا  
 نہیں طاقت کسی کی جو دیوے سنا  
 اس وقت روئے گا ہائے آج کیا ہوا  
 اس تکبر کا وہاں پتہ چل جائے گا  
 حال یہی حشر تک کیا جائے گا  
 صورِ جسم ملک پھونکتا جائے گا

مومنوں خوف اللہ کا دل میں کرو      اس کا مانو حکم اور ہر دم ڈرو  
کھا کر نعمت شکر اس کا کرتے رہو      اس نصیحت کو میری ذرا مان لو

وہ وقت ہم پہ بھی ایک دن آئے گا  
کسی سے ٹل کے ہرگز نہیں جائے گا  
صُورِ جِسْمِ مَلِکِ پھونکتا جائے گا

جانور کھائے یا جائے مچھلی نکل      پانی میں ڈوب بیا آگ میں جائے جل  
گلاب لگ توپ کا خاک میں جائے رل      موت آئے ہی نہ دیر ہو ایک پل

اُن فرشتوں کو وہ سامنے پائے گا  
اور حسابِ قبر سب لیا جائے گا  
صُورِ جِسْمِ مَلِکِ پھونکتا جائے گا

اگر وہ نیک بندہ ہے ایماندار      حوصلے سے اُسی وقت دے گا پکار  
دینِ اسلام ربِّ میرا پروردگار      امتی ہے محمدؐ کا یہ خاکسار

دیں گے شاباشِ نعمت عطا پائے گا  
گور میں ہی چمن کر دیا جائے گا  
صُورِ جِسْمِ مَلِکِ پھونکتا جائے گا

جس وقت حکم دے گا ملک کو خدا  
 اے ملک بانسری آج دے توں بجا  
 چاند، سورج ستارے زمین و آسمان  
 جن بشر کیا ملک کچھ رہے نہ بقا  
 دن قیامت کا یہ آجائے گا  
 ہر نفس ذائقہ موت پائے گا  
 صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

اس فرشتے کو پھر حکم دے گا خدا  
 دوسری بار پھر صور دے توں بجا  
 تاکہ ہو جائیں زندہ کیئے جو فنا  
 کار دنیا کی دونگا میں ان کو جزا  
 حکم فوراً فرشتہ بجالائے گا  
 ہر شخص پھر زندہ کیا جائے گا  
 صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

یہ تیرے یار دوست جو ہیں مہربان  
 بہن بھائی تیرے اور کیا بیویاں  
 نہ مدد دیں گے تجھ کو تیرے باپ و ماں  
 اپنی ہی جان کا فکر ہوگا وہاں  
 نیکیوں کا توں اس دن صلہ پائے گا  
 جو کہ لے کر یہاں سے چلا جائے گا  
 صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

اپنی اپنی مصیبت میں ہو مبتلا      نفس نفس سُنی جائے گی جا بجا  
اے بزرگو! ہماری تو ہستی ہے کیا      خوف کھائیں گے تب اولیاء انبیاء

اور یہ سورج سوا نیزے پر آئے گا

دھوپ کا جوش پر جوش دکھلائے گا

صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

ایسی نازل ہوگی گھری وہ عجب      سینکڑوں سال کا دن بنائے گارب  
ہونگے شاہ و گدا بڑے بے تاب و تب      بھول جائیں نبی اپنی امت کو سب

وہ پیارا محمدؐ نہ گھبرائے گا

گنہگار ان امت کو بخشائے گا

صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

دو فرشتے تیرے ساتھ رہتے مدام      جو زبان سے تیری نکلتا ہے کلام  
بھلے اور برے عمر ساری کے کام      نامہ اعمال میں لکھتے ہیں وہ تمام

دن قیامت میں تجھ کو دیا جائے گا

اس کو پڑھ کر کے حیران ہو جائے گا

صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

جان کر المیہ پوچھے اے بندہ بتا      زندگی میں گناہ کیوں توں کرتا رہا  
میں نہ ہرگز کئیے صاف کہدے سنا      کس کے میں نے کئے سامنے یا خدا

اس وقت اور ہی ماجرا پائے گا  
ہاتھ پا بدن سب بن گواہ رہ جائے گا  
صورِ جسم ملک پھونکتا جائے گا

بدی نیکی ترازو میں دیوے ٹکا      پلڑا بدیوں کا تھوڑا سا جائے جھکا  
اس وقت رحم کر حکم دے گا خدا      ایک نیکی صرف کہیں سے مانگ لا

پوچھتا پوچھتا بھاگتا جائے گا  
اپنے پیاروں کو مشکل سے وہ پائے گا  
صورِ جسم ملک پھونکتا جائے گا

باپ، ماں، بہن بھائی سے جائیں مل      اس کو رو رو سنائے گا وہ درِ دل  
ایک نیکی کم ہے اگر جائے مل      اس کو ہرگز ملے گی نہیں دراصل

مانگنے آس کر کے جدھر جائے گا  
نیکی ایک نہ ملے جھڑکیاں کھائے گا  
صورِ جسم ملک بھونکتا جائے گا

بال سے پتلا تلوار سے تیز وہ  
سب کو اس سے گزرنے کا بس حکم ہو

راستہ پل صراط ہے خطرناک جو  
نیک لنگھ جائے گا جانب خلد کو

دوزخی گر کے دوزخ چلا جائے گا

اپنے بد کاموں کی بس سزا پائے گا

صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

مومنوں کوئی ہرگز شرک نہ کرو  
سوارب کے کسی کو نہ سجدہ کرو

اس کی بخشش نہیں ہے خدا سے ڈرو  
جو مصیبت پڑے صبر کرتے رہو

جو ایمان ساتھ دنیا سے لے جائے گا

دیکھو لا تقنطو ارحم فرمائے گا

صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

آگیا ہے وقت بس نہایت اخیر  
توبہ کر لو مسلمان غریب و امیر

مرنا ہر ایک کو بادشاہ کیا فقیر  
توں بھی کر کے فکر بس اے بشیر

کیا خبر کب تیرا وقت آجائے گا

پھر توں شاید وقت ہی نہیں پائے گا

صور جسم ملک پھونکتا جائے گا

ہر گنہگار اس وقت تھرائے گا



## ”عظمت رفتہ اسلام“

عظمت رفتہ اسلام مطلوب ہوگر  
مورخ کے مخفی خزانوں سے پوچھو  
جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ

یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو!

غلام اور آقا کا تھا سفر جاری  
سواری تھی اک وہ چڑھے باری باری  
جب منزل پہ پہنچے تو تھی کس کی باری

مساوات ان شتر باتوں سے پوچھو!

جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ

یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو

وہ دسترخوان جب بچھایا گیا تھا

مہمانوں کا کھانا لگایا گیا تھا

بچھاتا دیا یا بچھایا گیا تھا؟

یہ حکمت اُن میزبانوں سے پوچھیے؟

جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ

یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو

وہ باہم لگے بیٹھ کر کھانا کھاتے

شکم سہری کے پھر سنائے ترانے

حقیقت یہی تھی یا تھے کچھ بہانے

مرؤت اُن مہمانوں سے پوچھو

جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ

یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو

کٹھن منزلوں سے جو ساحل پہ آئے

نہ اپنا وطن لوگ تھے سب پرانے

ملا حکم میرا اپنی کشتی جلائے

اطاعت ان کشتی بانوں سے پوچھو

جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ

یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو

چچا ہم کو جلدی سے یہ تو بتا

ابو جہل ہے کونسا وہ دکھا

دیں گے یا ماریں گے قسم خدا  
 ارادت اُن الہڑ جوانوں سے پوچھو  
 جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ  
 یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو  
 الٰہی الجبل کانوں میں آواز آئی  
 کہاں ہے کہاں ہوگئی رہنمائی  
 بظاہر کرامت! مگر تھی عطائی  
 فراست اُن حکمرانوں سے پوچھو  
 جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ  
 یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو  
 تقابل نہیں ایک لاکھ کے ساٹھ تن  
 وہ بحرِ فنا میں رہے غوطہ زن  
 رہا اوج پر ہی لوازوا لہمنین  
 رقابت ان غازیانوں سے پوچھو  
 جسہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ  
 یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو

یہ کس جرم میں یوں ستایا گیا  
 گرم آگ پر کیوں لٹایا گیا؟  
 احد ہی احد بر ملا کہہ رہا  
 صداقت کمر کے نشانوں سے پوچھو  
 چلے رت کو کچھ رخت کو اٹھا  
 معیت میں لی ساتھ اک باحیا  
 جو خمیے سے آئی صدا مرحبا  
 مجالت انخی کے اوسانوں سے پوچھو  
 جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ  
 یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو  
 سزا کے لئے خود بڑھا کون تھا  
 وہ تھا دوش کسکا بڑھا کون تھا  
 حکم کون تھا حکمران کون تھا  
 فرش خام تھے ان ابوانوں سے پوچھو  
 جنہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا نظارہ  
 یہ پوچھو زمین آسمانوں سے پوچھو!

## کرشمہ قدرت

ہے عاجز عقل تیری قدرت پہ یارب تو ہی اپنی حکمت سے مقسوم بانٹے  
کسی شجر میں ہم نے نہ دیکھا کہیں پتہ اک سینکروں اس میں کانٹے

کوئی رات بھر ایک لمحہ نہ سویا کوئی نیند میں لے رہا ہے کھراٹے  
کہیں نیم احمق پہ دولت ہے ارزاں کہیں عاقلوں کو سراسر ہے گھاٹے

کوئی سر پہ گٹھڑی سفر کر رہا ہے کسی کی سواری گئی بھر پھراٹے  
کسی کے مقدر میں خدمت گزار مگر پھر بھی مخدوم خادم کو ڈانٹے

کہیں تو پہاڑوں سے دریا بہائے پہلے آگ ان میں سے لاوا جو پائے  
کہیں میٹھے پانی کے چشمے بہائے وہ آبِ سمندر مگر حلق چاٹے  
کہیں میوے خوش ذائقہ اور میٹھے، کسی پیڑ کے پھل بڑے ترش کھائے

راؤ بشیر احمد کوٹہرو

## کتابِ زندگی

تیری کتابِ زندگی ہے تیرا حسابِ زندگی  
اے بے خبر سنبھل ذرا کیا ہے نصابِ زندگی؟

موت و حیات کا درمیاں وقفہ ہے پرچہ امتحان  
دے گا نہ ایک پل کی وہ مہلت قصابِ زندگی

کرتی ہے روز و شب سفر اندر نقابِ زندگی  
آئے گی تیرے سامنے ہو بے حجابِ زندگی

یہ کشتی و عمر رواں سے بحر فنا کے درمیان چل  
جائے گی ڈوب ناگہان مثل حبابِ زندگی

رکھا ہے دل میں جونہاں ہوگا حشر میں سب عیاں  
بن کے گواہ تیرے دست و پا کریں گے خطابِ زندگی

اُمڑ و نہی کر حصارِ رحمتِ سفر سے وہ تیار  
ہر دم تیرا ہے اے سوار پایا؟ رکابِ زندگی

اُسی سال سے بشیر اس زندگی میں ہے اسیر  
لگتی ہے یہ عمر کثیر جیسے خوابِ زندگی

ایک نیم شبی کی حالتِ زار  
اے فرشتو! تم اسے نیکی سمجھ کر نہ لکھو!

درحقیقت میں یہ رونا میرا فراڈ ہے  
تم اس نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو  
دیکھتے طاہر ہو تم باطن کی تم کو کیا خبر

اے نگہبانوں یہ ہلکا ہونا میرا فراڈ ہے  
تم اسے نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو  
کل قیامت کو نتیجہ برعکس ہو یا اگر

اپنی گالوں کو آنسوؤں سے دھونا میرا فراڈ ہے  
تم اسے نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو  
میں تو بازارِ صرافہ میں ہوں اک بہر و پیا

جو لیے بیٹھا ہوں یہ سونا میرا فراڈ ہے  
تم اسے نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو  
اس ریاکاری کا پردہ چاک ہو جائے گا گل

کیونکہ یہ حوش و حواس کھونا میرا فراڈ ہے  
تم اسے نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو

دے دبا ہوں ڈھوکہ اپنے آپ کو اے صاحبو!

ہیں یہ مصنوعی کم یہ بونا میرا فراڈ ہے  
تم اسے نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو

دراصل وہ تو ہے میری لوگ جاں کے قریں

اے کرانا کاتبین یہ ٹونہا میرا فراڈ ہے  
تم اسے نیکی سمجھ کر اے فرشتو نہ لکھو

درحقیقت میں یہ رونا میرا فراڈ ہے

احمد کوٹ ہرو



## راز نیاز

اپنی زبانِ 'قَالَ' سے میں تجھ سے مانگتا نہیں  
 أَنْتَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ میرا حالِ دل جانتا نہیں؟

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ تُوْتَحْقِقُ ہے تو غُفُورٌ الرَّحِيمُ  
 اے خالقِ دو جہاں میں خاکِ درِ در کی چھانتا نہیں

میں جس وقت چاہوں پکار لوں سنتا ہے تو اے سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ کیا میں تجھے مانتا نہیں؟

أَرْوَاحِ نِي آفرینش کو جب اقرارِ قالوا بَلَى کیا  
 وہی ہے تُو، ہاں کیوں نہ ہو، میں تو یہ گردانتا نہیں

بشیر احمد کوٹ ہرو

## فطرت

میری فطرت سے کبھی یہ سادگی جاتی نہیں  
 اور یہ رنگ آمیزیاں پیارے مجھے آتی نہیں  
 آپ کے اصرار پر وعدہ کوئی کیسے کروں!  
 مستعار ہے زندگی، یاں کچھ مرا ذاتی نہیں  
 گندم نما ان جو فروشوں کی جنس ارزاں سہی  
 پھر بھی ہے خطرہ زیاں وارہ مجھے کھاتی نہیں  
 کہہ رہی ہے حُبِ دنیا، آمری چھاؤں میں آ  
 ہر وقت شاداب ہوں مجھ کو خزاں آتی نہیں  
 دے گئی دھوکہ جوانی، یوں ضعیفی نے کہا  
 زندگی بھر ساتھ دوں گی، چھوڑ کر جاتی نہیں  
 یہ تضادِ ظاہر و باطن مجھے تسلیم ہے  
 دل سے پوچھو تو یہ دورنگی مجھے بھاتی نہیں  
 آہی جاتی ہے زباں پر دل کی باتیں اے بشیر  
 ضبط کر لیتا ہوں یہ عادت میری جاتی نہیں

(بشیر احمد کوٹ ہرو)

## بعنوان خود کفالت، خود اعتمادی

ہے وقت کا تقاضا یہ ہی دوستو  
 خود کفالت نہ ہوں تو گزارہ نہیں  
 ہاتھ پھیلائیں ہم غیر کے سامنے  
 یہ زبوں حالی ہم کو گوارہ نہیں  
 مانگنے پر ہم کو جس سخی نے دیا  
 اس نے نعم البدل پہلے طے کر لیا  
 آج نو کے کل کو تیرہ جو دیں  
 ایسے ایثار میں ہم کو وارہ نہیں  
 جوہر خود اعتمادی اجاگر کرو  
 جو وسائل بھی ہوں اُن سے یہ کام لو  
 قوت بازو ماسواء کے سوا  
 اور کوئی سہارا ، سہارا نہیں  
 یہ نہ دیکھو کہ مادی وسائل ہیں کم  
 سب سے اعلیٰ وسیلہ تو خود ہی ہیں ہم  
 عزم محکم سے منزل کی جانب بڑھو  
 کام محنت نے کس کا سنوارہ نہیں؟

گرنی ٹیکنالوجی کو اپنائیں ہم  
 ہے یہ ممکن کہ منزل کو پا جائیں ہم  
 یہ علومِ زراعت بھی اے دوستو!  
 وہ سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں  
 خود کفالت کے معمار دہقان ہیں  
 مثل ٹیلے کے اب ان کے کھلیان ہیں  
 آم کے آم اور دام گٹھلی کے ہوں  
 یہ وہ سود ہے جس میں خسارہ نہیں  
 آج اغیار جالِ تفکر میں ہیں  
 بد نصیبی سے ہم کل کے چکر میں ہیں  
 جن کا تکیہ امروزِ فردا رہا  
 اوج پران کا چمکا ستارہ نہیں  
 ذرا اقوامِ عالم پہ ڈالو نظر  
 اکثریت کی ہے بے بسی کس قدر  
 دیکھتے ہو کہ حلقومِ انصاف پر  
 سپر پاور کے ویٹو کا آرہ نہیں؟

مندرجہ بالا نظم 1995ء رسالہ کسان نومبر میز الاہور سے شائع ہوئی۔

راؤ بشیر احمد

## بعقیدت فقیر محمد تنوی مرحوم

بستی تلو کر ضلع ہزار صوبہ سرحد

قیدِ حیات ورنجِ غمِ اصل میں دونوں ایک ہیں  
 موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں  
 پہلے ہی بے وفائی کا احباب کرتے ہیں گلہ  
 کیسی ہے اُن کی سادگی مجھ کو ہی آزمائے کیوں!  
 ان کو گمان ہو گیا آئینہ دل اپنا دیکھ کر  
 لیکن حقیقت ہے برعکس یونہی اپنی مُر لی بجائے کیوں  
 میں نے تو ایک دن یونہی جھرپٹ دیئے تھے چند سطور  
 میرے دل سیاہ پر نشتر ھو لگائے کیوں  
 شاید کبھی دعاؤں میں، میں نے انہیں کیا ہو یاد  
 بھلا چشمِ تر سے یاد وہ مجھے نیم شب میں لائے کیوں  
 نعلین ہی کے شرف کی میں نے تو کی تھی پیشکش  
 وہ الہ کر کے پارسل میرے عُدو ہنسائے کیوں  
 ان کا سفر عجیب ہے حیرانگی ہے مجھ کو یہ

رہبر بھی وہ رہبرو بھی وہ، اور گھاٹ میں بیٹھ جائے کیوں  
 وہ بھی توجی رہے ہیں آج جن کو شرف ہے دید کا  
 اور وہ فقط شدید سے کرتے ہیں ہائے ہائے کیوں  
 اندیشہ خفاتو ہے، عادت سے مجبور ہوں مگر  
 وہ پیری میں حق العباد کے اتنے چریص پائے کیوں  
 مخاطب تیرے ہے فقیر الفقیر ادب کو توں ملحوظ رکھ اے بشیر  
 یاں کیوں سے نصف ہے ناراضگی توں اتنی کیوں کیوں لگائے کیوں  
 موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

## پپیل پر ایک غزل

پپیل کے ابتداء میں ”پ“ اور اتہا میں لام ہے  
 تبت میں ملتا ہے یہ کم، ہندوستان میں عام ہے  
 دیکھو تو اس زمین کو کرتے ہیں کس طرح عبور  
 نیچے زمین کے آب میں اس کا تنا تمام ہے  
 چکنا اور لیس دار دودھ ہوتا ہے اس کے پیڑ میں  
 اقوال حکیماء ہے یہ دودھ آتا اوویات میں کام ہے  
 کمزور اس کی لکڑیاں ہوتی ہیں عام طور پر  
 ہوتا ہے رنگ ہو بہو جیسے رنگِ بادام ہے  
 ہر سال اس کو آتی ہے موسم خزاں بھی چند روز  
 لیکن بہار جلد ہی آکر کرے قیام ہے  
 لگتی ہیں اس کے گونا گوں ماہِ بیساکھ کے قریب  
 ہمارے یہاں تو بنیاں اس کے ثمر کا نام ہے  
 اس کے ثمر کو سیر ہو کھاتے ہیں عام طائران  
 ہر دلعزیز خاص کر گولوں کا ہی طعام ہے

شام و سحر کو شاخوں پر گاتے ہیں گیت اس قدر  
ہنگامہ طائران کی آتی صدا مدام ہے  
آتی ہے جب صبا ذرا ہوتا ہے عجب ماجرا  
اک دم بجانا تالیاں پتوں کا کام دام ہے  
پپیل مجھے تو یہ بتا گل تجھ میں کیوں نہیں بھلا؟  
ہنس کر کہا کہ خار جو رکھنا مجھے حرام ہے  
ڈونگہ سے چار میل پر واقع ہے جانب جنوب  
موضع گلاب علی وہاں خادم کا بھی مقام ہے  
اک دن تھا یومِ والدین میں بھی وہاں موجود تھا  
اللہ ہونعت کی تھی پیش حاضر، وہی غلام ہے

نوٹ:

واضح ہو کہ کتابچہ عبرت نامہ جو چھپائی سے پہلے برائے اصلاح  
ڈونگہ بونگہ مڈل سکول کے اساتذہ کے پاس بدعت عبدالرشید کشمیری بھیجا تھا  
انہوں نے برائے آزمائشی پپیل پر نظم مانگ لی مندرجہ بالا نظم ان کے  
مطالعے کے پیش نظر بنائی گئی جس میں خاص کر ماسٹر طفیل احمد نورانی پیش  
پیش تھا آخری اشعار ۱۱/۱۲ ۱۱ اپنے تعارف میں لکھے کہ اس سے پہلے ناچیز  
خود نے اسی سکول کے جلسہ یومِ والدین میں اللہ ہونعت سنائی تھی۔

1951-52ء گلاب علی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سقوط ڈھاکہ و جنگ 1965

ہندوستان و پاکستان

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے  
 شاہیں شکست کھا گیا میدان میں زاغ سے  
 جعفر صادق بن کے جو ملت کا بُرا کرائے  
 ننگ قوم وطن والے ایسا ہی کرتے آئے  
 وہ کھیت سلامت نہیں رہا جب باڑ کھیت کو کھائے  
 مثل مشہور ہوئی کہ ”گھر کا بھیدی لنگا ڈھائے“  
 ہاں تو کیا وفا نہ خود مالی نے باغ سے  
 اس گھر کو آگ لگی گئی گھر کے چراغ سے

سربراہوں نے یہ رکھا اکثر راز نہانی  
 لٰن ٹرائی کی زٹ رکھی اگر تلہ کہانی  
 پاکستان کے حق میں تھی یہ سازشیں بڑی پرانی  
 آخر شاخ اسی سے ابھری بن کے مکتی بہنی  
 دوبار ڈس گئے حکمراں اک سوراغ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ورنہ سن پنیسٹھ بن اعلانِ جنگ سے کری لڑائی  
 جلو۔ باٹا پور، ماڈل ٹاؤن پر کری چڑھائی  
 ایک ایک چار چار سے لڑ گئے پاکستان سپاہی  
 اس سینا کو خوب طرح چاہئے لاہور پلائی  
 آیا نہ کام اُن کے جو سیکھے تھے پھاگ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

محاز چونڈہ پر چھ سو ٹینکوں سے کری چڑھائی  
 جن کے استقبال کو نکلے لے کر ماٹن فدائی  
 نعرۂ تکبیر سے جب چہروں پر سرخی چھائی  
 اگلی صف راءے ٹینکوں نے قلابازیان کھائی  
 اپنے کیے کو پاگئے اپنے ہی لاگ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

قصور محاز پر بھی . جب فوجیں ٹکرائی  
 پہلے ہی ہلے میں ہوئی بڑی طرح پسپائی  
 افراتفری کے عالم میں سُدھ بُدھ رہی نہ کائی  
 چھ میل علاقہ کھیم کرن دے کر کے جان چھڑائی  
 یوں بدحواسی چھاگئی اپنے ہی لاگ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پاکستان بحریہ نے بڑی کومک پہچائی  
 دو سو میل دیوار کاکی جا اینٹ سے اینٹ بجائی  
 بابر بدر نے بمباروں کی ایسی کری پٹائی  
 ایک گھنٹہ فائٹ میں مار گرائے تین ہوائی  
 اے فاتح ذرا سوچ کچھ ٹھنڈے دماغ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پاکستان ہوا بازوں نے ایسی دھاک بٹھائی  
 ایک اور چھتے کی نسبت سے بھی برتری چھائی  
 پٹھا کوٹ، آدم پورہ جموں سری نگر تک چھائی  
 ابنالہ، حلواڑہ سب اڈوں کی کری تباہی  
 ایم ایم عالم طرح دی دشمن کو دماغ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آٹھ ستمبر گدارو پر جو حملہ کروایا  
 ایسی منہ کی کھائی دشمن بھارت کا ہاتھ نہ آیا  
 بارہ سو مربع میل علاقہ راجھستان دبایا  
 پاکستان کا جھنڈا منا باور پر لہرایا  
 ٹوٹا یہ چھکا آپ ہی بتی کے بھاگ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چھ ستمبر پنیٹھ کو جب سویا شہر جگایا  
 حملہ آور ہو کے سترہ دن بھی تاب نہ آیا  
 فوجوں اور عوام کا جب ڈاؤن مورال جو پایا  
 شاستری اوتھان کے جاچرنوں میں شیشیں لوایا  
 ہم کو بچا اس پاکستان شیش ناگ سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے  
 شاہیں شکست کھا گیا میدان میں (داغ) سے  
 اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

## غزل

سنبھل سکتا ہے وہ عادات میں جس کے خرابی ہو  
 بگڑ جائے ذہن جس کا نصیحت اس پہ لا حاصل  
 مسلمان دین اور دنیا کو لے کر ساتھ چلتا ہے  
 یہ ہی حق عبادت ہے بفرمانِ نبی اکمل  
 خدا کی بندگی کے بعد روزی پاک پیدا کر  
 اسی میں ہے فلاح توں دین میں دنیا بھی کر شامل  
 علم کے جانچنے کا ہے خدا کا خوف پیمانہ  
 نہ فکرِ آخرت جس کو وہ عالم بھی رہا جاہل  
 ہے جن کی لغت میں ممکن وہ ناممکن سے ناواقف  
 خدا کے فضل سے پالیتے ہیں طوفاں میں ساحل  
 جو ترجیح دیتے ہیں امروز کو امروزِ فردا پر  
 خیالِ خام کہتے ہیں وہ ماضی و مستقبل  
 بشر اس زندگی میں ذائقہ الموت سے پہلے  
 ہو صدقہ جاریہ ایسا نزالہ بابِ کر شامل

## دکانداروں کا اپنے ادھار لینے والوں سے گلہ

سُن لو ادھار والو دشمن ہو تم ہمارے  
تمہیں واسطہ خدا کا ہم سے رہو کنارے

دو دن کا کر کے وعدہ ہم کو یقین دلایا  
گذرے کئی مہینے لیکن وہ دن نہ آیا  
وعدہ کے بعد وعدے ہوتے رہے تمہارے  
جب مانگنے کو جاتے مایوس ہو کے آتے  
آواز سن بھی لیتے پھر بھی نہ آپ آتے  
صاحب کا نام لے کر ہم بارہا پکارے  
دے کر تمہیں ادھار اُس کا صلہ یہ پایا  
دیوالیے کی حد تک حالات نے پہنچایا  
اب تک ہے یاد ہم کو جیسے وہ دن گزارے  
تم سے جو کی بھلائی اور مَول لی لڑائی  
آخر کو اُونے پُونے لے کر جاں چھڑائی  
مال و وقت کے ہم کو کتنے ہوئے خسارے

ہوتا اگر ذرا بھی احساسِ پاسداری  
 اس کے علاوہ اور کیا تھی ہی خطا ہماری  
 مشکل وقت میں ہم نے تم کو دیئے سہارے  
 نونقد کی بجائے تیرہ ادھار باٹے  
 اس چار کے فرق نے ایسے دلائے گھائے  
 دیکھا گیا ہے اکثر اُن کے رہے کنوارے  
 گر کھا بھی جاؤ دھوکہ پھر اس کو نہ بھلاؤ  
 آقا کا قول ہے یہ دوہارڈس نہ جاؤ

دیکھے بشیر ہم نے وہ جیت کر بھی ہارے  
 سن لو ادھار والو دشمن ہو تم ہمارے

(بشیر احمد ہرو)



## رباعی

(۱)

دنایت سے لفظ دنیا مرقوم ہوا ہے  
 معانی میں کمینگی اور ذلت و خواری ہے  
 جب تک نہ ترک کر دیں ہم اُس کی محبت کو  
 دعویٰ مسلمانی کرنا ہی مکاری ہے

(۲)

خود دار ہو کے ہی ذرا بیدار ہو سکتا ہے تُو  
 کفایت شعار ہو کے زردار ہو سکتا ہے تُو  
 گر جذبہ غمخواری ہے کر خدمتِ خلق  
 اپنے علم پر عمل سے ہوشیار ہو سکتا ہے تُو

(۳)

انسانیت کی ابتداء اخلاق کا گر ہو شعور  
 اخلاق کا پہلا سبق ہے رحمدل ہونا ضرور  
 رحمدل جب ہی تو ہوگا گر تجھے ہوگا علم  
 اس لیے تعلیم میں انسانیت پنہاں حضور

## اشعار

اے مسلمان اس جہاں میں اور کیا چاہتا ہے توں!  
دولتِ ایمان جب ہاتھوں میں تیرے آگئی

یوں کارِ دین و دنیاوی ترقی میں رہا حائل  
میرے ماحول نے مجھ کو کہیں کا نہیں چھوڑا

یاد رکھو میری نصیحت کو عزیز  
زندگی کے کام میں رکھنا تمیز

نہ کر جلد بازی کسی کام میں  
وگرنہ خلل آئے انجام میں

سیرتِ نبویؐ کو رکھ ملحوظِ قیل و قال میں  
حدوں سے نہ گزر جائے کبھی فعل و خیال میں

بلندی کی طرف بڑھتے ہی پاؤں پھسل جاتا ہے  
میرا ارمان حسرت کے وہیں آنسو بہاتا ہے

کوشش یہی تو کرنا اس میں بڑا ہے فائدہ  
تھوڑا وقت خرچ ہو اور کام ہوزیادہ

جھگڑا جھوٹا قابو سچا کہہ گئے وڈے وڈیرے  
سو جھگت سے ایک لکھت والے ہی رہے چنگیرے

گن کر لینا گن کر دینا ہے یہ صحیح اصول  
جھگڑا کرنا بعد میں ساری بات فضول

تیری حرکت میں برکت ہے صبر سے کام لیتا جا  
یوں ہر ایک کارِ مشکل کو شکستِ فاش دیتا جا

مان لیتے ہیں سفر ہے اک عذاب  
گھر سے باہر نے مگر سب کچھ دیکھا ہم نے

شکل سے ہے عقل اونچی علم سے ہے حلم اونچا  
اوناداں توں نے دانا سے کبھی پوچھا یا نہ پوچھا؟

خداوند توں بیشک واحد و قدوس عالی ہے  
کہ ہر دم ہر گھڑی شاہ و گداتیرا سوالی ہے

توں گن کہہ کر کیئے پیدا زمین و آسماں سارے  
یہ خاکی نوری و ناری کیئے شمس و قمر تارے

اٹھنا چاہو وقت سے تو وقت سے سویا کرو  
سونے کے اوقات کو بیکار نہ کھویا کرو

اے گاہک محترم یہاں ملتا ہے تقدیر  
مانگا اگر ادھار تو ہم سے بُرا نہ جان

خداوند امیری تجھ سے دعا ہے انکساری سے  
بچا مجھ کو جہاں میں توں مقدموں اور بیماری سے

بشر گر پانچ وقتوں کا صحیح پابند ہو جائے  
بہت سی آفتوں کا بالیقین راہ بند ہو جائے

خودی کی رز میں آکر بد پرہیز ہوتا ہے  
وہ احمق ہے ہمیشہ اپنی نادانی پر روتا ہے

جس کو خوفِ خدا ہو گناہ کیسے ہو  
جس کی زندگی بقا ہو فنا کیسے ہو

اگر مقصود ہو پیشِ نظر ماضیِ الم تیرا  
تو لکھنے کیلئے حاضر رہے ہر دم قلم تیرا

جھوٹ کا اور جھوٹ کہنے والے کا نہ یار بن  
کامیابی اگر چاہے پہلے ایمان دار بن

اے بشر رکھ یاد اتنا جب کوئی آغاز ہو  
پیشتر انجامِ جانبِ دل تیرا پرواز ہو

جو اپنے قیمتی اوقات کو سوسو کے کھوتا ہے  
وہ صاحبِ کامیابی سے عموماً ہاتھ دھوتا ہے

تخیل کو اٹل کر کے میں جب آغاز کرتا ہوں  
نہیں انجام تک جاتا تو دمِ خسرت کا بھرتا ہوں

میرا پاؤں پھسل جاتا ہے جب آگے کو بڑھتا ہوں  
جہادِ عربی میں بے سروسامان لڑتا ہوں

میں قاتل بھی نہیں ہوں اور سزائے موت بھی سن لی  
اسی وقفہ میں ہی مجھ کو سکونِ قلب رعایت کر!

دعا اتنی سی ہے جب ذائقہ میں موت کا چکھوں!  
نحیف آواز میں آخر پڑھوں کلمہ محمدؐ کا

آنے کے واسطے تیرا تھا ایک راستہ  
جانے کے واسطے تیرے ہیں راستے ہزاروں

علاقائی سیاست کا عزم تو ہے جو انمردی  
مگر میں فیمل ہوں ناصح اپنے گھر کی سیاست میں

## رباعی

جہاں عشق تے فکر نمازاں دا اوہ وقت نمازاں نہیں سوندے  
 جہڑے ٹھاٹھ نماز مسیتاں وچ اوہ گھر ڈیراں وچ نہیں ہوندے  
 جو کرنی ہے وہ بھرنی ہے جو بوئے گا وہ کاٹے گا  
 اے بشر جو عاقل ہوندے نیں وہ خار مھیلاں نہیں ہوندے

طالب دنیا مثل ہے اس پیاسے کی طرح  
 پیاس ہوتی ہے فزوں پینے سے پانی بحر کا

دولت کے بھوکے کو سکونِ قلب کہاں  
 یہ تو صرف ذکرِ الہی میں ہے پنہاں

تیرا ہر ایک مشکل کام استقلال سے ہوگا  
 کبھی دل میں نہ آنے دے ہوگا کہ نہ ہوگا

عزت اور تکلیف مشقت ہیں یہ بھائی بھائی  
 تن آسانی اور عیاشی ذلت و رسوائی

مصروف رہ کے اپنے غم کا علاج کر  
 مغموسی باقیات پر محنت سے راج کر



## فَرْحَتِ بَتُولِ عَرَفِ رَانِی کی کہانی

آؤ بچو سنو کہانی ایک لڑکی کا نام ہے رانی  
 پتلی ڈبلی سی لڑکی ہے لیکن ہے وہ بڑی سیانی  
 رانی کہہ کر کوئی بلائے جی ہاں کہہ کر بھاگی آئے  
 جب وہ کسی کام کو جائے آہستہ اس سے چلا نہ جائے  
 عادت ہے اس کی سچ بولے جھوٹ سے کبھی زباں نہ کھولے  
 صبح سویرے اٹھ کر نہائے کنگھی لے کر بال بنائے  
 گرمی ہو یا چاہے سردی رانی پہنے اپنی وردی  
 پہلے کھانا کھاتی ہے پھر پڑھنے کو جاتی ہے  
 بغل میں لے کر اپنا بستہ رانی چلے سکول کا رستہ  
 جب باجی کو سبق سنائے پھر پھر پھر پڑھتی جائے  
 ہوتی ہے رانی جب پاس سب سے لیتی ہے شاباش  
 اپنے پیسے آپ بچا کر رکھتی ہے غلہ میں جا کر  
 جب غلہ ہو جائے قل توڑ کہ رقم نکالے گل  
 رانی اپنی رقم دکھائے سب بچوں کا دل لپچائے  
 بنک میں رقم جمع کروائے رانی بڑی امیر کہلائے  
 اب بچو تم گھر کو جاؤ اپنے گلے ابھی منگواؤ  
 کرو کفایت مت شرماؤ رانی سے بھی تم بڑھ جاؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

## اجمل کی کہانی

میں ہوں اجمل دیر سے آیا  
 خوشیوں کا پیغام ہوں لایا  
 سی ایم ایچ میں پیدائش پر  
 سب نے رب کا شکر بجایا  
 جتنے دوست ابوجی کے  
 ہر کوئی دینے مبارک آیا  
 رانا ماموں ہنستا آیا  
 سب کے لیے مٹھائی لایا  
 کوٹ ہرو سے نانی جی کو  
 رانا ماموں لے کر آیا  
 رب کا شکر بجا کر نانی  
 مجھ کو چوم کر گود اٹھایا!

گھر آئے تو دادا جی نے  
 نور مصطفیٰ نام رکھوایا  
 سب سے پہلے ابو جی نے  
 اللہ اللہ مجھے سیکھایا  
 دیکھو گے میری نئی ایجادیں  
 یارب ساہنسدان بنایا  
 انشاء اللہ کبھی کروں گا  
 پاکستان کا نام سوایا  
 میری بابت نانا جی نے  
 جو فرمایا سچ فرمایا

## ارم کی کہانی نانا کی زبانی

ارم ناز ہے میرا نام  
 سب کو پہلے کروں سلام  
 سکھیوں اب تم سُنو کہانی  
 جو لکھوائی آئی رانی  
 دادا جان ہو جائیں اداس  
 مجھ کو رکھیں اپنے پاس  
 دادی مجھ کو لاڈ لڈائے  
 اچھی اچھی بات سکھائے  
 کھانے کو دے مجھ کو مٹھائی  
 بسکٹ ٹافی دودھ ملائی  
 کوڑ پھپھو مجھے بلائے  
 ٹیلیویشن مجھے دکھائے  
 امی جب مجھ کو بلائے  
 ابو مجھ کو لے کر آئے  
 گھروں سے بچوں کو بلاؤں  
 کھیلوں کو دوں شور مچاؤں

ارم السلام ارم السلام

## مسرور کی کہانی نانا کی زبانی

مجھ کو کہتے ہیں مسرور  
 چاہے مجھ کو کوئی کھیلانے  
 ہاتھ میں آئے جو شے پھینکوں  
 ایک نظر میں گھر والوں سے  
 جو میں چاہوں کر رہتا ہوں  
 دن میں کئی دفعہ سوتا ہوں  
 دادا جان کے ہوں، ہاں کر کے  
 دادی اماں، پھوپھی، چاچے  
 ابو کا ہوں آنکھ کا تارا  
 کھیلتا ہوں یا سو جاتا ہوں  
 چاہے کچھ کھایا نہ جائے

میری بات لکھنے والے  
 نانا جی کا ہوں مشکور

حاجی بشیر احمد

تصویر

## پیدائش غلام طہ نور

مورخہ ۲ جولائی ۲۰۰۷ء بروز اتوار بہاولپور کے شام  
میجر ڈاکٹر حاشر حسین

بہاولپور سے فون آیا مبارک ہو مبارک ہو  
خدا نے فضل فرمایا مبارک ہو مبارک ہو  
خدا سے دعائیں مانگتے تھے جو وہی پوری دعا کر دی  
شکر رب کا ہے جس نے رانی کی خالی گود بھر دی  
جہاں تک بھی خبر پہنچی عزیزوں، رشتے داروں میں  
مژدہ سن کے پہنچادی خبر سب طلب گاروں نے  
کیا سجدہ شکر چھوٹے بڑوں نے شادمان ہو کر  
دعا مانے نے مانگی اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر  
الہی اس نومولود کو عمر درازی دے  
فضل اپنے سے ہر میدان میں ان کو سرفرازی دے  
اخوت کا، محبت کا، شجاعت کا ہو دل دادہ  
ثروت کا صداقت کا سعادت کا ہو دلدادہ

خداوند توں بے شک واحد و قدوس عالی ہے  
 کہ ہر دم ہر گھڑی شاہ و گدا تیرا سوالی ہے  
 الہی غلام طہ نور کی ہر مشکل آساں کرنا  
 انہیں اقبال مندی میں سالار کارواں کرنا  
 تو بہتر جانتا ہے اے خدا ہم تجھ سے کیا مانگیں؟  
 ہمارے حق میں جو بہتر ہو وہی دے دے تو بن مانگے

بشیر احمد از کوٹ:



# عبرت نامہ